خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۸

ہم جنس پرستی
کی تباہ کاریاں اور اُن کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السُّنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : ہم جنسی پرستی کی تباہ کاریاں اوران کا علاج

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ مطابق یکم مئی ۱۹۸۶ء بروز جمعرات

مقام : زنجیرا (بنگلہ دیش)

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عرض مرتب

احقر عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مرشدی و مولائی محبی و محبوبی وسیلۃ یومی وغدی شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد وقت حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸۰؁ء سے بنگلہ دیش کے خواص علماء و عوام کی دعوت پر ہر سال وہاں کا سفر فرماتے رہے اور بنگلہ دیش میں تصوف و سلوک حضرت والا کی محنتوں سے زندہ ہوا اور بڑے بڑے علماء، محدثین و مفسرین حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور قریہ قریہ، شہر شہر اللہ کی محبت کی آگ لگ گئی۔ اسی سلسلہ میں حضرت والا نے ۱۹۸۶؁ء میں بھی بنگلہ دیش کا سفر فرمایا، جس میں حسبِ معمول حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد مقامات پر اور دینی اداروں میں نہایت اثر انگیز بیانات ہوئے۔ اس سفر میں حضرت والا کا ایک وعظ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت والا اور مہتمم مدرسہ حافظیہ امدادیہ، زنجیرا، رحمت پور کی دعوت پر بتاریخ ۲۱/ شعبان المعظم ۱۴۱۶؁ھ مطابق یکم مئی ۱۹۸۶؁ء ان کے حجرہ میں ہوا، جہاں مدرسہ کے طلباء و اساتذہ جمع تھے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر علماء بھی موجود تھے۔ اس وعظ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ کی حکایات کو جو بذاتِ خود عشقِ الٰہی اور معرفت و محبت کا سمندر ہیں اپنے دلنشیں اور درد بھرے انداز میں بیان فرماتے ہوئے عشقِ مجازی کی پستی و حقارت اور عشقِ الٰہی کی رفعت و عظمت کو بیان کیا، خصوصاً دورِ حاضر میں تیزی سے پھیلتی تباہی و بربادی، ان میں مبتلا کرنے کی نفس و شیطان کی چالیں اور ان سے بچاؤ کے طریقوں کو مفصل بیان فرمایا، جن کو بیان کرنے سے دوسرے حضرات حتیٰ کہ علماء تک گھبراتے ہیں لیکن چوں کہ یہ مرض اور حسن پرستی کے دیگر امراض کینسر کی طرح امت کو ہلاک کر رہے ہیں، جن کے معالجہ کے لیے بفضلہٖ تعالیٰ حضرت والا مؤید من اللہ تھے، اس لیے حضرت والا شروع ہی سے ان مضامین کو ببانگِ دہل بیان کرتے تھے، تقریباً ۴۶ سال تو احقر نے حضرت سے یہ مضامین سنے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ یہی مضمون کیوں بیان فرماتے رہتے ہیں، دوسرے مضامین کیوں بیان نہیں فرماتے۔ تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جہاں کالرا (ہیضہ) پھیلا ہوا ہو تو کیا حکیم وہاں نزلہ زکام کی دوا دے گا؟ اس دور میں یہ امراض ہیضہ کی طرح پھیلے ہوئے ہیں، اسی لیے میں بد نظری و حسن پرستی پر زیادہ بیان کرتا ہوں اور فرمایا کہ بعض لوگ اس مضمون کے بیان کرنے پر مجھ سے بدگمان بھی ہوتے ہیں لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں، میں اللہ کے لیے اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر یہ مضمون بیان کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ یہ حضرت والا کے مجدد ہونے کی دلیل ہے، کیوں کہ مجدّد دین کے جس شعبہ کے لیے بھیجا جاتا ہے اس سے سرِ مو انحراف نہیں کرسکتا۔ حضرت والا کی شانِ تجدید حضرت والا کی ہر تقریر و تحریر سے ظاہر ہے۔

الغرض اس بیان میں حضرت والا نے خصوصی طور پر خواص کو اہلِ مدارس علماء وطلباء کے تقویٰ کی حفاظت کے لیے انتہائی اہم ہدایات دیں جو بلا مبالغہ حرزِ جان و ایمان بنانے کے قابل ہیں۔ احقر نے اس وعظ کو جمع و مرتب کیا اور اس کا نام "ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج" تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو تا قیامت امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور حضرت والا نور اللہ مرقدہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور جنت کے اعلیٰ مقام سے نوازے، آمین۔

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

خادمِ خاص حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

۲۵/رجب ۱۴۳۴؁ھ، ۴جون ۲۰۱۳؁ء

ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

صحبتِ اہل اللہ کے فوائد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اہل اللہ کے پاس بیٹھو گے، ان کی صحبت میں رہو گے تو اگر تمہیں اللہ کی محبت کی پیاس نہ بھی ہو گی تو پیاس بھی مل جائے گی۔ وہ پیاس بجھانا بھی جانتے ہیں اور پیاس لگانا بھی جانتے ہیں۔ اللہ والے خالی اللہ کی محبت کا پانی نہیں پلاتے بلکہ جن کو اللہ کی محبت کی پیاس نہ ہو ان کو پیاس بھی لگاتے ہیں۔

گر تو طالب نیستی تو ہم بیا

اگر تمہیں اللہ کا عشق، اللہ کی محبت کی پیاس نہیں ہے تو بھی میرے پاس آؤ۔

تا طلب یابی ازیں یارِ وفا

تاکہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی طلب، اللہ تعالیٰ کی تڑپ اور پیاس مل جائے۔ یہ ایسے باوفا دوست ہیں کہ اللہ پاک نے قیامت تک کے لیے ان کی رفاقت کے حسن کو منصوص کر دیا:

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا[1]

جن کی رفاقت کی اللہ تعالیٰ تعریف کر دے، جن کی رفاقت کو اللہ پاک تحسین فرما دے ان کو چھوڑ کر کن سے دوستی کر رہے ہو؟

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں لکھتے ہیں کہ جملہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا میں حَسُنَ افعالِ تعجب میں سے ہے، یعنی مَا اَحْسَنَتْ رَفَاقَتَهٗ یہ حضرات کیا ہی اچھے رفیق ہیں، یعنی اللہ پاک یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں کہ تمہیں ہماری ذات تک لے آتے ہیں، اگر تم ہم کو اچھا سمجھتے ہو تو ان کو اچھا کیوں نہیں سمجھتے؟ جو اچھے تک پہنچا دے وہ اچھا نہیں ہے؟ شاعر کہتا ہے کہ۔

---

[1] النسآء:۶۹

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

اگر اللہ والے بھی ہم سے محبت کریں تو دوستو! پھر تو لطف اور وجد آجاتا ہے۔ تو اگر تمہارے اندر طلب نہیں ہے تو تم کو اللہ والوں کے پاس یا ان کے غلاموں کے پاس آنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اتباع کی برکت سے غیر معصومین کو معصومین کے ساتھ عطف کرکے بیان کردیا:

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ[۲]

انبیا معصوم ہیں، بے گناہ ہیں اور صدیقین، شہدا اور صالحین معصوم نہیں ہیں لیکن انبیاء کی اتباع کی برکت سے معصومین کے ساتھ غیر معصومین کو عطف کردیا اور ہمیں یہ بتادیا کہ اگر تم بھی پھولوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو اپنے کانٹوں کو اللہ والوں کے پھولوں کے ساتھ ان کی اتباع کے ذریعے ملادو۔ میرا شعر ہے ؎

ہمیں احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اخترؔ
مگر خاروں کا پردہ دامنِ گل سے نہیں بہتر

یعنی ہم آپ کے چمن میں کانٹے ہیں، لیکن حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے صالحین ساتھیوں سے فرماتے ہیں کہ ؎

جس گلستاں کے تم گلِ تر ہو
خار اس بوستاں کے ہم بھی ہیں

ہم تمہارے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں، اگر کانٹا اپنا منہ چھپانا چاہتا ہے تو پھولوں کے دامن میں رہے، وہ بھی پھولوں کے ساتھ بک جائے گا، گناہ گار نیکوں کے ساتھ رہیں تو ان شاء اللہ ان کے کانٹے بھی پھول بن جائیں گے، یعنی فاسق ولی اللہ بن جائیں گے ؎

چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گلِ تر کے
تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

۲؎ النسآء:۶۹

اے دنیا والو! تعجب کیوں کرتے ہو؟ اگرچہ ہم گناہ گار ہیں مگر اللہ والوں سے تو جڑے ہوئے ہیں، پھر تم کو کیوں تعجب ہوتا ہے؟ چمن ایسے منظر سے خالی نہیں ہے، جاؤ دیکھو، گلاب کے پھول کے پیچھے کانٹے بھی چھپے ہوئے ہیں، یہ کانٹے ہوتے ہوئے بھی پھولوں کی خوشبو سونگھ رہے ہیں اور باغ سے نکالے بھی نہیں جارہے ہیں لیکن اگر یہی کانٹے پھول سے الگ ہوتے تو مالی انہیں اکھاڑ کے پھینک دیتا۔

شیخ کا ایک ادب

الٰہ آباد ریلوے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد عبد اللہ کی مسجد کہلاتی ہے، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے اور میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اعظم گڑھ سے تشریف لائے، تو میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی صاحب! آپ کا مزاج کیسا ہے؟ تو میں نے خوب جوش سے کہا کہ الحمد للہ! بہت اچھا ہوں۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب شیخ کچھ پوچھے تو اس وقت آواز میں سستی مت لاؤ۔

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر کے بعد ایک عالم سے پوچھا کہ میری آج کی تقریر کیسی تھی؟ آپ کو تقریر میں مزہ آیا؟ تو انہوں نے مریل سی آواز میں کہہ دیا کہ اچھی تقریر ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی اس ناقدری سے بڑا صدمہ پہنچا اور بعد میں فرمایا کہ یہ کوئی بات ہے کہ مریل سی آواز میں کہہ دیا کہ اچھی تقریر ہے، جیسے ٹائیفائیڈ میں، بخار میں پڑے ہوئے ہوں۔ ارے، آپ کہتے کہ حضرت! وجد آگیا، روح میں بہار آگئی، قلب دیوانہ ہوگیا، ماشاء اللہ! کیا کہنا۔ تم نے اس مضمون کی یہ قدر کی ہے؟ یہ اللہ کی محبت کا مضمون جنت کی حوروں سے افضل ہے، اللہ کے قرب سے جو مضامین آتے ہیں جو ہماری جانوں کو اللہ سے قریب کرتے ہیں کیا وہ حوروں سے افضل نہیں ہیں؟ ایک شخص حوروں کے پاس بیٹھا ہے اور ایک اللہ کے پاس بیٹھا ہے، بتاؤ کون افضل ہے؟ اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیت:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾[۳]

میں فَاذْكُرُوْنِيْٓ کو مقدم فرمایا اور وَاشْكُرُوْا لِيْ کو بعد میں بیان فرمایا، کیوں کہ نعمت کا حاصل شکر ادا کرنا ہے، مگر جو شخص اللہ کا ذکر کر رہا ہے وہ گویا اللہ کے پاس بیٹھا ہے لٰہذا نعمت دینے والے کے پاس بیٹھنے والا شخص نعمت استعمال کرنے والے سے افضل ہے، اس لیے ذاکرین کو پہلے بیان فرمایا اور شاکرین کو بعد میں بیان کیا،[۴] ان کو اللہ نے درجہ ثانیہ میں رکھا، کیوں کہ شاکرین مال اڑا رہے ہیں اور ذاکرین اللہ کے پاس بیٹھے ہیں، اللہ کا نام لے رہے ہیں، یہ ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ کو مقدم کرنے اور وَاشْكُرُوْا لِيْ کو مؤخر کرنے کا راز۔ دیکھا! یہ ہیں علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم۔

(اسی دوران ایک صاحب حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو بعد سلام حضرت والا نے ان کی خیریت دریافت فرمائی اور فرمایا کہ) مجلس میں مزہ ہے کہ جب چاہو بات کرنے لگو اور جب چاہو خاموش بیٹھ جاؤ۔ وعظ میں اور مجلس میں بہت فرق ہے، اب دیکھیے، آپ کی خیریت پوچھ لی، وعظ میں واعظ خیریت پوچھ سکتا ہے؟ بے چارہ جس موضوع کو لے کر چلا ہے اس مضمون میں جکڑا ہوا ہے، اس سے نہ داہنے نہ بائیں، کہیں نہیں جا سکتا، جبکہ مجلس میں آزاد ہوتا ہے، اسی لیے مجلس بزرگوں کی پسندیدہ ہے، مجلس سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع خاص ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں تکلف نہیں ہوتا، جب مضمون آیا بیان کر دیا اور جب نہیں آیا تو خاموش بیٹھے رہے، اللہ اللہ کرنے لگے، سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنے لگے۔

قصۂ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ و رومی رحمۃ اللہ علیہ

تو میں کہہ رہا تھا کہ انسان کو پیاس ہو تو کبھی پیاسوں کے پاس پلانے والے بھیج دیے جاتے ہیں، مثلاً اگر وہ مجبور ہو، اس کے پاس سفر کرنے کا کرایہ نہیں ہے یا وہ جانتا نہیں ہے کہ دنیا میں پلانے والے لوگ کہاں ہیں۔ جیسے شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا۔

---

[۳] البقرة:۱۵۲

[۴] روح المعانی:۲/۱۹، البقرة (۱۵۲)، دار احیاء التراث، ذکره بلفظ لأن فی الذکر اشتغالا بذاته تعالٰی وفی الشکر اشتغالا بنعمته والاشتغال بذاته تعالٰی اولٰی من الاشتغال بنعمته

حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ انہیں جانتے نہیں تھے مگر تلاش تھی کہ کوئی اللہ کی محبت کا پانی پلانے والا مل جائے۔ ادھر شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اللہ سے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ! کسی کو بھیج دیجیے کہ آپ کی محبت کی امانت اس کے حوالے کروں تو ان کو خواب میں بتایا گیا، انہوں نے خواب ہی میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! مجھے اپنا کوئی ایسا بندہ دے دیجیے کہ میرے سینے میں آپ کی محبت کی جو آگ ہے اسے قبر میں جانے سے پہلے اس کے سینے میں منتقل کردوں۔ انہیں خواب ہی میں آواز آئی کہ اے شمس الدین! قونیہ جاؤ، وہاں ایک مولوی جلال الدین ہے، اس کے پاس جاؤ، جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لیا اور قونیہ کا نام بھی لیا، سب غیب سے انہیں بتلایا گیا کہ وہ ہماری محبت کی پیاس رکھتا ہے، اور ہم سے دوری میں پریشان ہے، اس کو ہماری محبت سکھاؤ اور ہمارے قرب کی شراب پلاؤ۔ اب یہ قونیہ پہنچ کر چاول فروشوں کی منڈی میں بیٹھ گئے۔ چاول بیچنے والوں کو فارسی میں برنج فروش کہتے ہیں، اس لیے فیرینی کو شیر برنج کہتے ہیں، فیرینی جس میں پسا ہوا چاول، دودھ اور پسا ہوا بادام وغیرہ پڑا ہوتا ہے اسے لکھنؤ کی اردو میں فیرینی کہتے ہیں اور عام زبان میں کھیر کہتے ہیں اور دیسی زبان میں پھرنی، تین زبانوں میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں، پھر نہ کہنا کہ صاحب! نزول نہیں کرتے، میں ف کو پھ میں لے آیا ہوں، اب اس سے زیادہ کیا نزول کروں؟ پھ کے بعد تو اور کوئی حرف نہیں لا سکتا۔ تو برنج فروشوں کی منڈی میں ایک چبوترا تھا جہاں شہر کے معزز اور تاجر لوگ بیٹھتے تھے، وہاں شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی آکر بیٹھ گئے اور اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا، پتا نہیں چلتا تھا کہ بہت بڑے بزرگ اور شیخ ہیں، کیوں کہ عام لوگوں کا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ قلندر کی طرح سے اپنے آپ کو چھپانا ان کا حال تھا، لیکن یہ حال غلبۂ حال کی وجہ سے تھا، اس کی اتباع ضروری نہیں۔

علماء کا لباس کیسا ہونا چاہیے؟

علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ شامی جلد نمبر پانچ کِتَابُ الْحَظْرِ وَالْاِبَاحَۃِ میں لکھتے ہیں کہ علما کا لباس لمبا، وسیع اور باوجاہت ہونا چاہیے اور لمبا اور وسیع کیوں فرمایا؟ تاکہ امت ان سے مسئلہ پوچھ سکے، اگر وہ چھوٹا سا اونچا کرتا یا بوشرٹ پہن کر چلیں گے تو ان سے کون مسئلہ پوچھے گا، سب یہی کہیں گے کہ یہ تو کوئی کھوسٹ بروزن بوشرٹ جا رہا ہے، بوشرٹ کا وزن کھوسٹ پر ملتا ہے۔ لہٰذا ان کے لباس کو وسیع رکھا جائے، ان کا کُرتا لمبا چوڑا باوجاہت ہو

تاکہ امت ان کو پہچان کر ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ لیکن مغلوب الحال اولیاء اللہ مستثنیٰ ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ چاول کی منڈی میں سوداگر کے بھیس میں کوئی آدمی آیا ہے جس کی باتوں سے اللہ کی محبت کا درد ٹپکتا ہے۔ بولیے بھئی! روح افزا کی بوتل سے کیا نکلے گا؟ شربت! بس اللہ والوں کی باتوں سے اللہ کی محبت ہی نکلتی ہے، ان کی زبان سے کچھ اور نکلنا مشکل ہوتا ہے، اگر لوگ ان سے کوئی اور دنیا کی یا بزنس کی بات کریں تو ان کا دل گھبراتا ہے۔ بہرحال جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملی تو اللہ اکبر! کیا منظر تھا۔ نظر، نظر سے ٹکرائی تو کیا ہوا؟ بس کام بن گیا۔ صاحبِ نسبت لوگوں کی نظر سے بھی کبھی انسان اچانک صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے۔

فیضانِ صحبتِ صالحین

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

اِنَّ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ فَضْلًا عَنْ وُجُوْدِھِمْ وَحُضُوْرِھِمْ[۵]

اللہ والوں کے ذِکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو جہاں وہ اللہ والا خود موجود ہوگا وہاں کتنی رحمت نازل ہوگی، لہٰذا جب اہل اللہ کی صحبت میں جاؤ تو وہاں پر دعا کرلیا کرو، کیوں کہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یُسْتَحَبُّ الدُّعَاءُ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِیْنَ[۶]

وہاں دعا کرنا مستحب ہے اور دعا قبول بھی ہوجائے گی، کیوں کہ وہاں رحمت کا نزول ہو رہا ہے، اور فرماتے ہیں کہ دل میں یہی کہہ دیا کرے کہ یااللہ! مجھے اور ہم سب کو اللہ والا بنادے اور اس مجلس میں ہر آدمی دوسروں کو صالحین سمجھے اور جو امیر مجلس ہو وہ یہ سمجھے کہ اللہ ان صالحین کی برکت سے میری دعا بھی قبول کرلے گا۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ اللہ والا بننے کے لیے میرے پاس آتا ہے تو میں اس کے قدموں کی

۵۔ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۵، باب الدعوات فی الاوقات، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۶۔ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۵، باب الدعوات فی الاوقات، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

زیارت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ بعض نادان اللہ والوں کی شانِ استغنا کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو پیر صاحب اپنے آپ کو کتنا بڑا سمجھتے ہیں۔ اگرچہ وہ کبھی زبان سے کچھ ایسا کہہ بھی دیں جس سے ان کی بڑائی ظاہر ہوتی ہو مگر ان کا دل فانی ہوتا ہے۔

غلبۂ محبت میں سالکین کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت الی اللہ

جب اللہ والوں پر اللہ کی محبت کا حال غالب ہوتا ہے تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے ان کی زبان سے ایسی بات کہلا دیتے ہیں جس سے لوگ ان کے مقام کو سمجھ جائیں اور ان کا فیض عام ہو جائے، جیسے جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی محبت کا غلبہ ہوا تو جوش میں فرماتے ہیں۔

ہیں بیائید اے پلید اں سوئے من

اے ناپاکو! اس فقیر کے پاس جلدی آؤ، میری طرف بھاگ کر آؤ، دنیا کی ناپاک خواہشوں اور گندے گندے گناہوں میں ملوث لوگو! جلدی سے جلال الدین کے پاس آکر کے بیٹھو، وجہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں۔

کہ گرفت از خوئے یزداں خوئے من

جلال الدین مُتَخَلِّقٌ بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہوگیا ہے، جو جلال الدین سے ملے گا وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اور فرماتے ہیں۔

بازِ سلطانم گشم نیکو پیم
فارغ از مردارم و کرگس نیم

میں سلطان کا بازِ شاہی ہوں اور اب میں مردار کھانے سے فارغ ہو گیا ہوں۔ اب میں ٹیڈیوں کو، لڑکوں اور لڑکیوں کو بُری نظر سے نہیں دیکھتا ہوں، یہ سب مرنے والی لاشیں ہیں، یہ گلنے سڑنے والی لاشیں ہیں، میں اب کرگس یعنی گدھ نہیں ہوں جو ان مردہ لاشوں کو کھائے۔ جب کوئی بھینس مر جاتی ہے تو بہت سارے گدھ اس کی سڑی ہوئی بدبودار لاش کے چاروں طرف بیٹھ جاتے ہیں، وہ لاش ان کو قورمہ اور مرغ مسلم نظر آتی ہے۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے اب جلال الدین دنیا کی محبت

سے پاک ہو گیا ہے، عورتوں، لڑکوں اور جتنے غیر اللہ ہیں سب سے میرا قلب پاک ہو چکا ہے، اب میں شاہ کے پاس یعنی اللہ کے پاس رہتا ہوں، لہٰذا اب میں مردوں سے بے زار ہو گیا ہوں، اب میں اللہ پر فدا ہو گیا ہوں، اس لیے میرے پاس آؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں میں مبتلا رہے وہ بازِ شاہی نہیں ہے، کرگس ہے۔

تبریزی رحمۃ اللہ علیہ و رومی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات اور گفتگوئے عاشقانہ

جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ بہت بڑے صاحبِ نسبت اور بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں، آپ کی آنکھوں سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اللہ والے ہیں۔ شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آپ کا حسنِ ظن ہے، ورنہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آپ چاہے کچھ بھی کہیں مگر آپ کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ اللہ والے ہیں۔

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشمِ مستِ خویشتن را چوں کند

دنیاوی شراب پی کر اگرچہ کوئی الائچی یا پان کھا کر اس کی بدبو چھپالے لیکن اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا؟ تو اے شیخ! آپ جو اللہ کی محبت کی پاک شراب پیتے ہیں وہ آپ کی آنکھوں سے ٹپک رہی ہے، جیسے کوئی دنیوی شراب کی بدبو کو الائچی یا پان وغیرہ کھا کر چھپالے تو اس کی آنکھوں سے پتا چل جائے گا کہ یہ پیے ہوئے ہے۔ اسی طرح آپ کی مست آنکھیں بتارہی ہیں کہ آپ اللہ کی محبت کی شراب پیے ہوئے ہیں، آپ اللہ کی محبت کی شراب تہجد میں پیتے ہیں، یہ مے خانہ کھلتا ہی رات کو بارہ بجے کے بعد ہے جب آپ شرابِ محبتِ الٰہیہ کے خم کے خم پیتے ہیں۔ آگے فرمایا کہ

جرعہ بر ریز بر مازیں سبو

اے مٹکے کے مٹکے پینے والے! اپنے مٹکے سے ایک گھونٹ مجھ کو بھی تو پلا دے۔

شمہ از گلستاں با ما بگو

اے شمس الدین تبریزی! اللہ کے قرب کا جو گلستان آپ کے دل میں ہے اس کے بارے میں شمہ یعنی تھوڑا سا ہمارے کان میں بھی کچھ بیان کر دیں۔

خونداریم اے جمالِ مہتری!
کہ لبِ ماخشک وتو تنہا خوری

اے سراپا جمال! میں اس کا عادی نہیں ہوں کہ آپ خود تو اکیلے اکیلے اللہ کی محبت کی شراب پیے جائیں اور میرے ہونٹ خشک رہیں، سبحان اللہ! یہ ہیں جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زبان فارسی ہے مگر عربی میں بھی بڑے ماہر تھے، منقولات و معقولات کے جامع، فلسفہ و منطق کے امام تھے لیکن فرماتے ہیں کہ محض عربی میں مہارت ہونا کوئی کمال نہیں، کمال یہ ہے کہ علم سے اللہ کی محبت کی چوٹ دل پر لگ جائے، علم پر عمل کی توفیق ہو جائے۔ لہٰذا بڑے درد سے اہلِ علم کو نصیحت فرماتے ہیں۔

اَیُّھَا الْقَوْمُ الَّذِیْ فِی الْمَدْرَسَۃ
کُلُّ مَا حَصَّلْتُمُوْہُ وَسْوَسَۃ

اے مدرسہ میں درسی کتابیں پڑھنے والو! جو کچھ تم نے حاصل کیا یہ صرف وسوسہ ہے، یہ علمِ نافع اس وقت ہو گا جب اللہ کی محبت کی چوٹ دل پر کھاؤ گے، جو صحبتِ اہل اللہ کے بغیر نہیں ملتی۔

علم نبود الا علمِ عاشقی
مابقی تلبیسِ ابلیسِ شقی

علم اس وقت علم کہلائے گا جب اس سے اللہ کی محبت پیدا ہو جائے اور جو کچھ پڑھا ہے اس پر عمل کی توفیق ہو جائے، ورنہ یہ علم نہیں محض ابلیس کا دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں چاہتے ہیں ہم ہی ان کو تلاش نہیں کرتے، اور فرمایا کہ۔

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں

اس دنیا میں اگر پیاسے لوگ پانی تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔ کیا سمجھے، جو اللہ کو تلاش کرتا ہے اللہ بھی اس کو تلاش کرتے ہیں، یعنی اس کے لیے اسبابِ قرب

پیدا کر دیتے ہیں، اللہ کی طرف سے اسبابِ وصول الی اللہ کے انتظامات ہوتے ہیں۔ دیکھ لیجیے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس تھی تو بادل کو یعنی شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں بھیج دیا۔

حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا فیض

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کئی کئی روز تک ایک حجرہ میں مراقبہ میں رہتے تھے، صرف جماعت سے نماز ادا کرنے کے لیے نکلتے تھے، باقی کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے، کیا انداز تھا ان حضرات کا، کیسے عاشق تھے۔ جب اللہ کی محبت کی آگ شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سینے سے جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے سینے میں داخل ہوگئی، تو اسی آگ سے جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار نکلے، جن میں اللہ کی محبت کی آگ بھری ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ والے کان تلاش کرتے ہیں اور اللہ والوں سے مل کر ان کو خوشی ہوتی ہے، جیسے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں۔

ترا آنا میرے احساس میں جانِ مسرت ہے
مگر جانا ستم ہے غم ہے حسرت ہے قیامت ہے

جب کوئی ان سے ملنے آتا ہے تو حضرت اس سے بہت محبت فرماتے ہیں اور یہ شعر پڑھتے ہیں اور جب کوئی کہتا ہے کہ اب میں جا رہا ہوں تو فرماتے ہیں۔

ظالم یہ آج منہ سے ترے کیا نکل گیا
جانے کا نام سن کے مرا دل دہل گیا

حضرت کے اوپر اللہ کی طرف سے شانِ محبت کا غلبہ ہے۔ جس پر جو رنگ غالب ہو جائے اس کی وہی شان ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شان بھی یہی تھی۔

اولیاء اللہ عاشقوں کے کان تلاش کرتے ہیں کہ میں زبانِ محبت کے راز کس سے کہوں؟ کیوں کہ دیکھتا ہوں کہ سب ہی اللہ کی محبت سے نا آشنا ہیں۔ بس ان کے دل میں یہی دنیا بسی ہے، دن بھر کھانا، پینا، یعنی درآمد برآمد، امپورٹ ایکسپورٹ میں لگے ہوئے ہیں، رات کو امپورٹ، صبح ایکسپورٹ پہلے استیراد پھر تصدیر لیکن جو اللہ اپنے عاشقوں کو اپنی محبت کا درد دیتا ہے وہی اس درد کو نشر کرنے کے لیے اللہ والوں کو کان بھی دیتا ہے، کیوں کہ حق تعالیٰ بھی

چاہتے ہیں کہ سارے عالم میں میرا ذکر ہو، لہٰذا اللہ کے عاشقوں کی تعداد قیامت تک رہے گی، کچھ کان ایسے ہوں گے کہ اللہ کی محبت کی بات سننے کے لیے بے چین ہوں گے اور کچھ زبانیں ایسی ہوں گی جو دلوں کو بے چین کرنے والی ہوں گی۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور رفاقت

اس لیے شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہوگئے اور ان کو سخت بے چینی ہوئی تو اللہ کی محبت کے راز کہنے کے لیے کسی رفیق کو تلاش کرنے لگے، لہٰذا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے کان ملے۔ ان کی سونے کی دوکان تھی جہاں وہ سونے کا ورق کوٹتے تھے، جہاں سونے کا ورق بنتا ہے تو جب ہتھوڑے سے سونے کو کوٹا جاتا ہے اس کی آواز بڑی مزیدار ہوتی ہے، یہ ایسی آواز ہوتی ہے کہ جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان کے پاس سے گزرے تو اس آواز کو سن کر اللہ کی محبت میں مست ہوگئے اور وہیں دوکان کے پاس بے ہوش ہوگئے۔ بس! جب صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال دیکھا تو دونوں میں دوستی ہوگئی، پھر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کان میں ایسی بات کہی کہ انہوں نے سونے کی دوکان خیرات کردی اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے لگے۔ جب اللہ کی محبت کا مزہ آیا، جو سونے چاندی کا پیدا کرنے والا ہے جب اس کا مزہ پاگئے تو سونے کو لٹادیا اور سونے سے جاگ گئے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی آنکھیں کھول دیں کہ کب تک سونے کی دوکان میں سوتے رہوگے۔ ایک زرکوب کو جب زر کا خالق نظر آیا تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے لگے، نو سال مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا، تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پھر بے چین ہوگئے۔ جب تک شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ رہے، ان کے بعد حضرت صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے، جب ان کا بھی انتقال ہوگیا تب اللہ سے دعا کی کہ اب جلال الدین کو کوئی ایسا کان دے جس کے ساتھ ہم دن گزاریں اور اس سے آپ کی محبت کی باتیں کریں۔

ایک مزہ اللہ کو تنہائی میں یاد کرنے کا ہوتا ہے، ایک مزہ اللہ کے عاشقوں میں اللہ کا ذکر کرنے کا ہوتا ہے۔ ان دونوں مزوں کا ذکر حدیث میں ہے کہ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ[۷] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں اکیلے یاد کروگے تو ہم بھی تمہیں اکیلے یاد کریں گے اور جب اجتماعی طور پر ہمیں یاد کروگے تو ہم بھی تمہارا ذِکرا اجتماعی طور پر فرشتوں میں کریں گے جو تم سے بہتر ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

لٰہذا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی تو حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ مل گئے، پھر آخر تک ان کے ساتھ رہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت تھی۔ ”مثنوی مولانا روم“ کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے جاری ہوئے ان کو حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی لکھتے تھے۔ ان کی درخواست پر ہی مثنوی شروع ہوئی جس کے چھ دفتر اور ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہیں ورنہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ارادہ نہیں تھا، ان ہی نے مولانا رومی سے درخواست کی تھی کہ حضرت! آپ نثر میں جو آگ برساتے ہیں ان انگاروں کو ترتیب دے کر اشعار میں پیش کردیجیے، پھر جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کہنا شروع کیے تو حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی نوٹ کرتے تھے، اور جب لکھتے لکھتے پانچ دفتر ہوگئے تو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

سخت خاک آلود می آید سخن

آب تیرہ شد سرِ چہ بند کن

اے حسام الدین! اب کنویں کا دروازہ بند کردے، کیوں کہ اب پانی میں مٹی آرہی ہے، اگر کنویں سے مسلسل پانی نکالوگے تو مٹی آنے لگے گی، لٰہذا اسے تھوڑا سا وقت دو تاکہ اس میں پھر سے نیچے صاف پانی جمع ہوجائے، اور فرماتے ہیں کہ ماں کو بھی مہلت چاہیے، ماں اگر مسلسل دودھ پلائے گی تو دودھ کے بجائے خون آنے لگے گا۔

---

[۷] صحیح البخاری: ۱۱۰۱/۲ (۶۹۷۰)، باب قول اللہ ویحذرکم اللہ نفسہٗ، المکتبۃ المظہریۃ

مدتے در مثنوی تاخیر شد
مہلتے بائیست تاخوں شیر شد

فرماتے ہیں کہ کچھ دن کے لیے میں نے مثنوی بند کردی ہے، کیوں کہ کچھ مہلت ملنی چاہیے، تاکہ خون دودھ بن جائے۔ پھر چند دنوں کے بعد جب سوتے سے پانی دوبارہ ابلنے لگا، خوب انوار جمع ہوگئے اور دل سے چھلکنے لگے تو پھر حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔

اے حسام الدیں ضیاء الدیں بسے
میل می جوشد بقسمِ سادِسے

حسام الدین، ضیاء الدین، دونوں نام مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ لیتے تھے، کبھی حسام الدین کہتے تھے، کبھی ضیاء الدین کہتے تھے، اے حسام الدین! دیکھو، اب چھٹے دفتر کی طرف میلان ہورہا ہے اور دوبارہ لکھنے کا جوش پیدا ہورہا ہے، اب مضامین دوبارہ سے چھلک رہے ہیں، لہٰذا جلدی سے نوٹ کرنا شروع کردو، اب مثنوی کا چھٹا دفتر شروع ہورہا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مرید حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ تعلق

شیخ اپنے مرید کو کہہ رہا ہے کہ۔

اے حسام الدیں ضیائے ذوالجلال
میل می جوشد مرا سوئے مقال

اے حسام الدین! تم اللہ کی روشنی ہو، پیر مرید کو کہہ رہا ہے۔ اللہ نے ان کو مرید بھی کیسے دیے، کبھی شاگرد ایسا مل جاتا ہے جس پر استاد ناز کرتا ہے۔ سبحان اللہ! اے حسام الدین! تم اللہ کی روشنی ہو، اب مجھے دوبارہ بولنے کا میلان ہورہا ہے، اب میں دوبارہ گفتگو کررہا ہوں، مثنوی کو لکھوانے والا ہوں، اب کاغذ قلم لے کر ہوشیار ہوجاؤ، دفتر ششم، چھٹا دفتر شروع ہونے والا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عشق ہوگیا تھا۔ اصل میں جب روح طالب ہوتی ہے، کوئی کسی پر اللہ کے لیے فدا ہوتا ہے تو محبت دونوں طرف سے ہوجاتی ہے، محبت یک طرفہ نہیں ہوتی، دیکھیے! محبت کا مادّہ حب ہے، حب ادا کرتے وقت دونوں ہونٹ ملتے ہیں یا نہیں؟ اگر ایک ہونٹ ملنا چاہے اور ایک ہونٹ اوپر چلا جائے تو

حب کا لفظ بھی ادا نہیں ہو سکتا، محبت کے مادّہ ہی میں وصل ہے بس، جب دونوں ہونٹ ملیں گے تو محبت کا لفظ ادا ہو گا، لہٰذا جب کوئی شیخ سے محبت کرتا ہے تو شیخ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اتنا عشق ہوا اور اللہ پاک نے انہیں اتنے مقام سے نوازا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب ہم عام لوگوں کے مجمع میں تمہاری تعریف نہیں کیا کریں گے، کیوں کہ ہماری محبت سے تمہارے حاسدین پیدا ہو گئے ہیں۔ جب شیخ کسی کو زیادہ چاہتا ہے تو بعض نادان، مٹی کے ڈھیلے حسد شروع کر دیتے ہیں، تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں ؎

مدحِ تو حیف است با زندانیاں
گویم اندر مجمعِ روحانیاں

میں جو تم سے محبت کر رہا ہوں یہ دیکھ کر کچھ لوگ تم سے حسد کر رہے ہیں، یہ زندانی ہیں، نفس کے قیدی ہیں، دنیاوی مریض ہیں، تم سے جل رہے ہیں، اے حسام الدین! تمہاری تعریف سے حاسدین لوگوں کو غم ہو رہا ہے کہ مولانا رومی ان کو کیوں چاہتے ہیں، تو پھر اب میں تمہاری تعریف کہاں کروں گا؟ نااہلوں میں نہیں، اب میں کچھ اللہ والوں کو تلاش کروں گا، جو حسد سے پاک ہیں، جو روحانی غلاظتوں اور گندگیوں سے پاک ہو چکے ہیں، ان روحانی لوگوں میں تیری تعریف کروں گا، جو اللہ کے عاشق ہوں گے، جو رقابت اور جلن سے نکل چکے ہیں، ان کے مجمع میں تیری تعریف کروں گا، میں باز نہیں آؤں گا۔ شیخ مرید سے کہہ رہا ہے، دیکھو! یہ مرید کیسا مبارک اور خوش قسمت ہے، اسی لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ؎

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشقِ مولیٰ ہے مگر اس تہمتِ بد سے بَری

کسی عورت کے دو عاشق ہوں تو دونوں میں چھری چل جاتی ہے، جیسے شاعر کہتا ہے ؎

نہ ملا غیر ہوگئی خیر
ورنہ تلوار چل گئی ہوتی

چاہتے وہ اگر تو میری دال
ان کی محفل میں گل گئی ہوتی

لیکن اللہ کی محبت اس تہمت سے پاک ہے۔ اللہ کے عاشقوں میں کبھی لڑائی نہیں ہوتی، تمام عاشق ایک دوسرے پر فدا ہوتے ہیں۔ اللہ کی پاک محبت کے عاشق بھی پاک ہوتے ہیں، جلن، حسد، لڑائی، بغض، کینہ، ایک دوسرے کا بُرا چاہنا ان جھگڑوں سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہی ہیں کہ اللہ والوں میں کیسی محبت ہوتی ہے۔ اس کے بعد مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قصد کردستند ایں گِل پارہا
کہ بپوشانند خورشیدِ ترا

اے حسام الدین! یہ حاسدین مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان کے ارادے بُرے ہیں، تجھے جو اللہ تعالیٰ نے تعلق مع اللہ کا سورج اور آفتاب بنایا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس پر مٹی ڈال دیں، یہ تیرا آفتابِ نسبت چھپانا چاہتے ہیں مگر یہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ اسی طرح عشرت میاں یعنی میر صاحب کے لیے بھی میری مثنوی ''مثنویٔ اختر'' میں میرا ایک شعر ہے، آپ دیکھیے گا۔

جانِ عشرت عشرتِ جانِ من است
جانِ اوہر لحظہ مستانِ من است

بہر حال مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اخیر عمر تک رہے۔

جب ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار مکمل ہوگئے، سینکڑوں قصے بیان ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس مثنوی کے الہامی ہونے کے ثبوت کے لیے اپنے وارداتِ غیبیہ کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قلب سے ہٹالیا تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ اب مثنوی کا اختتام ہورہا ہے اور اللہ تعالیٰ آخری قصے کو ادھورا رکھنا چاہتے ہیں، لہٰذا فرمایا کہ۔

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب
ختم شد واللہ اعلم بِالصواب

میرے قلب کے سامنے اللہ کے علم کا جو آفتاب مضامین القا کررہا تھا وہ ڈوب گیا، لہٰذا اب مثنوی ختم ہوگئی۔ پھر اس کے بعد مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا آفتاب بھی غروب ہوگیا اور ان کا انتقال ہوگیا، جنازے میں اتنا مجمع تھا کہ صبح انتقال ہوا تھا لیکن قبرستان پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی اور شام کے وقت وہ دفن ہوئے۔

مدارس کے مہتمم حضرات کو اہم ہدایات

اب اس کے بعد مدارسِ عربیہ سے متعلق نہایت اہم مضمون عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلے مدارس کے مہتمم حضرات سے عرض کرنا ہے کہ وہ اپنے مدرسے کے تمام طلبہ کی نگرانی کریں، چاہے وہ دار الاقامہ میں رہتے ہوں یا باہر سے آتے ہوں کہ کون کس کے پاس زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہے، کون چائے کی دوکان پر یا کہیں مٹھائی وغیرہ کی دوکان پر جاتا ہے، اس کی اخلاقی طور پر نگرانی رکھی جائے۔

اَمارد سے جسمانی خدمت لینا فتنہ کا سبب ہے

مہتمم اور اساتذہ کسی نوجوان طالبِ علم سے جو اَمرد ہو یعنی جس کی داڑھی نہ آئی ہو جسمانی خدمت نہ لیں یا اگر داڑھی آ بھی گئی ہو لیکن اس کی طرف دیکھنے سے نفس کا میلان ہوتا ہو تو وہ بھی اَمرد کے حکم میں داخل ہے، اس سے بھی ہاتھ پیر نہ دبوائیں۔ لہٰذا جس نوجوان کی طرف ذرّہ برابر بھی، ایک نکتہ بھی کشش ہو اس سے ہرگز جسمانی خدمت نہ لیں، ورنہ شیطان مسمریزم کرتا ہے اور ایک نکتہ حسن کو سو بنا دیتا ہے، جیسے خوردبین سے چھوٹی چیز بڑی دکھائی دیتی ہے، اسی طرح شیطان بھی ایک نکتہ حسن کو سو بنا دینا خوب جانتا ہے، شیطان کے پاس گمراہی کے یہ سب آلات ہیں، گمراہی کے جتنے آلات ہیں سب اس کو دیے گئے ہیں اور یہ بڑے زبردست آلات ہیں۔ بھلا جس پر اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کی تجلی ہو رہی ہو تو اس کے پاس گمراہی کے کسی آلے کی کمی ہو گی، لہٰذا اس مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

ہلکی ہلکی داڑھی والوں سے بھی احتیاط کرنا چاہیے

لہٰذا جب تک ایک مٹھی داڑھی نہ آجائے سخت احتیاط کی ضرورت ہے، بے داڑھی والوں سے بھی اور ہلکی ہلکی داڑھی مونچھوں والوں سے بھی، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ **بَعْضُ الْفَسَقَةِ يُفَضِّلُ مَنْ نَبَتَ عِذَارُهٗ عَلَى الْاَمْرَدِ خَالِي الْعِذَارِ**[۸] یعنی

---

[۸] ردالمحتار: ۸۰/۲ باب شروط الصلٰوۃ، مطب فی النظر الیٰ وجہ الامرد، دار عالم الکتب، ریاض

بعض فساق ایسے لڑکوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں جن کی تھوڑی تھوڑی داڑھی آگئی ہو اور اس کی وجہ کیا ہے؟ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کالے بادلوں سے جب چاند نکلتا ہے تو زیادہ روشن معلوم ہوتا ہے تو نوجوان بچوں کی کالی کالی داڑھی سے ان کے چہرے پر حسن کی لائٹ بڑھ جاتی ہے، لہٰذا ان سے سخت احتیاط رکھو۔

اَمردوں سے جسمانی خدمت لینا سیئہ جاریہ بن جاتا ہے

ایسے نوجوان طالب علموں سے پیر دبوانا سیئہ جاریہ بن جاتا ہے، یعنی وہ استاد خود بھی فتنہ کا شکار ہوتا ہے اور بعد میں اس کا شاگرد بھی کہتا ہے کہ میرے استاد جی تو دبواتے تھے، لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میں بھی دبواؤں گا اور اس طرح اس برائی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ بعض وقت میں بعض نفوسِ مقدسہ جن کو ایسے لڑکوں سے کوئی فتنہ اور ضرر نہیں ہوتا تھا، ان حضرات نے اپنے نفس کی پاکی کی وجہ سے ان سے ہاتھ پاؤں دبوالیے لیکن اگر دوسرے اس کی نقل کریں گے کہ ہمارے شیخ نے بھی اَمردوں سے اپنے پاؤں دبوائے ہیں، لہٰذا ہم بھی دبوائیں گے، تو شیخ کی یہ نقل فتنہ کا سبب بن جائے گی، کیوں کہ شیخ کا سا پاکیزہ نفس ہر ایک کے پاس نہیں ہوتا۔ شیخ نے جن شرائط پر عمل کیا، عام لوگوں سے ان شرائط کی پابندی نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا جن کاموں میں شرائط کی پابندی نہ رہے یا شرائط کی پابندی نہ ہو سکنے کا شدید خطرہ ہو اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسا کام نہ کرو، سخت احتیاط کرو۔

جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی کتاب الحظر والا باحۃ میں سماع کے سلسلے میں لکھا ہے کہ پہلے زمانے کے بعض لوگوں نے چند شرائط کے ساتھ قوالی کی مجلسیں منعقد کرنا شروع کی تھیں لیکن تمام علما نے اس کو ناجائز اور حرام قرار دیا تھا، کیوں کہ ان کی شرائط پر عادتاً عمل ناممکن تھا، لہٰذا قوالی تو حرام ہے، ہاں! حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ چار شرائط کے ساتھ اشعار سن سکتے ہیں، وہ قوالی نہیں۔

سماع کی چار شرائط از حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

پہلی شرط: ”مسمع کودک وزن نباشد“، شعر سنانے والا اَمرد یعنی بے داڑھی مونچھ کا لڑکا نہ ہو اور نہ عورت ہو۔ عورتوں اور بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں سے نعت شریف سننا بھی صحیح نہیں ہے۔

دوسری شرط: ’’سامع اہلِ ہوا نباشد‘‘، شعر سننے والا آدمی اہلِ نفس، اہلِ ہوا نہ ہو جس کو عشقیہ شعر سن کر کوئی دنیاوی معشوق یاد آجائے۔ بلکہ اشعار سننے والے سب اللہ کے عاشق ہوں اور نفسانی محبت سے پاک ہوچکے ہوں، ان پر روحانیت کا غلبہ ہو، ان کے قلوب مزکّٰی، پاکیزہ، مصفّٰی اور مجلّٰی ہوں۔

تیسری شرط: ’’مضمون خلافِ شرع نباشد‘‘، اشعار کے مضامین شریعت کے خلاف نہ ہوں، جیسے آج کل کے قوال خلافِ شرع مضامین بیان کرتے ہیں، زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں، نبی کو خدا سے بڑھا دیتے ہیں اور اولیاء اللہ کو نعوذ باللہ! خدا کی حکومت میں شریک قرار دے کر امت کو گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، اس کا کوئی ہمسر، کوئی شریک نہیں ہے، سارا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔

چوتھی شرط: ’’آلہ لہو و لعب نہ باشد‘‘، اور چوتھی شرط یہ ہے کہ آلاتِ مزامیر یعنی گانے بجانے کے آلات، سارنگی، طبلہ وساز نہ ہوں کہ یہ سب حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔

اشعار کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اشعار کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اشعار کا کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَقَبِيْحُهٗ قَبِيْحٌ[۹]

شعر ایک کلام ہے، پس اچھا ہے تو اچھا ہے اور بُرا ہے تو بُرا ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اشعار کی مثال حوض کی سی ہے، اگر حوض میں ناپاک پانی ہے تو اگر کوئی اس میں غوطہ مارے گا تو ناپاک ہوجائے گا، لیکن اگر حوض میں عرقِ گلاب ہے تو اس میں غوطہ مارنے سے سارا جسم مہک اُٹھے گا۔ پس اگر دل میں اللہ پاک کی محبت ہے تو اچھے اشعار سن کر دل میں اللہ کی محبت کا جوش اُٹھے گا اور اگر حسینوں کا عشق ہے، اَمردوں کا عشق ہے تو اس کا خیال اسی طرف جائے گا۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے اور میرا مشورہ بھی یہی ہے کہ

---

۹ السنن الکبریٰ، باب شھادۃ الشعراء-/کنز العمال، ۳/۵۷۷، (۷۹۶۲)، باب فی اخلاق وافعال مذمومۃ تختص باللسان، مطبوعۃ مؤسسۃ الرسالۃ- اَلشِّعْرُ كَلَامٌ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ فَحَسَنُهٗ حَسَنُ الْكَلَامِ وَقَبِيْحُهٗ قَبِيْحُ الْكَلَامِ

اساتذہ کو اور مہتمم حضرات کو بھی نوجوان بچوں سے اس وقت تک ہاتھ پاؤں نہیں دبوانے چاہئیں جب تک ان کے پوری ایک مشت داڑھی نہ آجائے یعنی اتنی زیادہ عمر ہو جائے کہ جس کی وجہ سے پوری ایک مشت داڑھی نکل آئے۔ یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کا جگہ جگہ اعلان کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر ہم نے ایسے لڑکوں سے ہاتھ پاؤں دبوانا شروع کر دیے تو جتنے ہمارے مرید ہیں وہ اس کو حجت بنالیں گے کہ شیخ نے دبوایا ہے، لہٰذا شاید یہ کوئی اچھا کام ہے۔ پھر جب وہ استاد بنیں گے تو اَمردوں سے ٹانگیں دبوائیں گے اور یہ اتنا بڑا فتنہ ہو گا جو دائرۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔

اب رہ گیا ان بے ریش اور ہلکی ہلکی داڑھی والے طلبہ و مریدین کا یہ سوال کہ اگر ہم اپنے بزرگوں کی خدمت نہیں کریں گے تو ہمیں فیض کیسے ملے گا؟ تو فیض حاصل کرنے کا نسخہ سن لو کہ ان سے کوئی بھی جسمانی خدمت نہ لی جائے، ہاں کپڑے دھلوالیں، چائے بنوا لیں، جھاڑو لگوالیں لیکن جسم کو نہ چھونے دیں۔ جب تک کہ پوری ایک مٹھی داڑھی نہ ہو جائے اور ان میں ذرّہ بھر بھی کشش نہ رہے، اس وقت تک جسمانی خدمت نہ لیں۔ یہ فیصلہ داڑھی پر بھی موقوف نہیں ہے بلکہ اپنے قلب سے فیصلہ کرو کہ کسی لڑکے کی طرف ایک اعشاریہ بھی میلان تو نہیں ہے؟ اور اگر ذرّہ برابر بھی میلان ہو تو پوری داڑھی والے سے بھی سخت احتیاط رکھو۔ اس سے ان شاء اللہ سلوک آسان ہو جائے گا۔

حیض الرجال

اور وہ فیض جو خطرۂ حیض رکھتا ہو اس فیض سے توبہ کر لیجیے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فَاتَّقُوْا اِنَّ الْھَوٰی حَیْضُ الرِّجَالِ

اے دنیا والو! ڈرو، مردوں کو بھی حیض آتا ہے، اور ان کا حیض وہ خواہشاتِ نفسانیہ ہیں جن میں وہ مبتلا ہو گئے۔ جیسے حیض والی عورت نماز نہیں پڑھ سکتی، اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے قابل نہیں رہتی، ایسے ہی جو نفس کے غلام خواہشاتِ نفسانیہ کی اتباع میں لگ جاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم کر دیے جاتے ہیں، اور وہ بھی اللہ کی عبادت کے قابل نہیں رہتے۔

سالکین کا راستہ مارنے والی دو چیزیں

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالکوں کو دو ہی چیزیں مارتی ہیں، ان کا نفس بھی مٹ جاتا ہے، کبر بھی نکل جاتا ہے مگر شیطان سالک کو اَمرد کے عشق میں اور عورت کے عشق میں مبتلا کرا کے سارا سلوک ختم کرا دیتا ہے، کیوں کہ وہ ان چیزوں کو جانتا ہے کہ عورت کے آگے بھی شیطان ہے، پیچھے بھی شیطان ہے، لہٰذا سالکوں کو ان چیزوں میں پھنسا دیتا ہے، پھر سالک کی روح اڑ نہیں سکتی۔ جیسے کوئی چڑیا اڑنا چاہے اور کوئی اس کے پروں میں گوند لگا دے تو کیا وہ اڑ سکے گی؟ پس شیطان جب کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ اللہ والا بننا چاہتا ہے، ذکر کر رہا ہے، اللہ سے رو رہا ہے تو اسے عورتوں اور لڑکوں کے عشق کا گوند لگا دیتا ہے، پھر اس کی روحانیت کے پر مفلوج ہو جاتے ہیں، اب روح کیسے اڑے گی؟ اللہ تک کیسے پہنچے گی؟ اسی لیے یہ سب چیزیں شریعت میں حرام ہیں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، دنیا میں بھی عاشقِ مجاز کو چین نہیں ملتا، اور فرمایا کہ جو جہنم کا مزاج ہے وہی عشقِ مجازی کا مزاج ہے، یعنی جہنم میں نہ موت آئے گی نہ زندگی ملے گی، یہ ہی دنیا کے عاشقوں کا حال ہے۔ بتوں کے عشق والوں، لڑکوں کے عشق والوں، عورتوں کے عشق والوں کا یہی حال ہوتا ہے:

لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿۱۳﴾[1]

نہ موت ملتی ہے نہ زندگی۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بد نگاہی کر کے آتا ہے، کسی نامحرم عورت کو دیکھ کر آتا ہے پھر تلاوت کرتا ہے تو اس کو تلاوت میں مزہ نہیں آتا، وہ اللہ اللہ کرے گا لیکن مزہ نہیں آئے گا جب تک کہ وہ خوب توبہ نہ کر لے۔ اس قسم کی حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کی مٹھاس چھین لیتے ہیں۔

اور بندہ جب دوسرے گناہ کرتا ہے، جیسے غیبت کر لی، جھوٹ بول دیا، نماز قضا کر دی تو دل کا رخ تھوڑا سا اللہ کی طرف سے پھرتا ہے۔ جیسے دل اللہ کی طرف ۹۰ ڈگری لگا ہوا ہے، پھر جھوٹ بولا، غیبت کی، نماز قضا کر دی، روزہ قضا کر دیا تو دل تھوڑا سا مثلاً ۴۵ ڈگری اللہ

[1] الاعلیٰ:۱۳

کی طرف سے پھر گیا لیکن جب ذرا سی ہمت کرلی، توبہ کرلی، قضا نماز روزہ ادا کرلیا، تو پھر دل کا رخ اللہ کی طرف ۹۰ ڈگری ہوگیا لیکن اگر کسی حسین سے دل لگالیا، لڑکی ہو یا لڑکا تو ایک دم دل کا رخ اللہ کی طرف سے ۹۰ درجے پھر جاتا ہے، یعنی اللہ کی طرف دل کی پیٹھ ہوجاتی ہے اور منہ اس حسین صورت کی طرف ہوجاتا ہے اور اب وہ نماز بھی پڑھتا ہے تو دل اللہ کی طرف نہیں ہوتا، اسی حسین کا خیال دل میں رہتا ہے۔ جسم تو خدا کے سامنے کھڑا ہے مگر دل اسی حسین کی یاد میں ہے۔ اتنا نقصان پہنچتا ہے۔ دوستو! اتنا نقصان کسی گناہ سے نہیں پہنچتا جتنا بد نظری اور عشقِ مجازی سے پہنچتا ہے۔

کان پور میں ایک مولوی صاحب تھے، جو کسی بزرگ کے صحبت یافتہ، اللہ والے نہیں تھے۔ ان کو ایک لڑکے اکبر حسین سے عشق ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ میں جب اللہ اکبر کہتا ہوں تو وہی لڑکا اکبر حسین یاد آتا ہے، تو بتائیے! کتنا ضرر پہنچا کہ تکبیرات کہہ رہے ہیں کہ اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑے ہیں لیکن دل کہیں اور ہے، دل اکبر حسین کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ آہ! غیر اللہ کے عشق سے اتنا نقصان پہنچتا ہے۔ اسی لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ بد نظری اور عشقِ مجازی سے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے، اللہ پناہ میں رکھے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اَمارد سے احتیاط

یاد رکھو، ہمارے اسلاف نے جس طریقے پر عمل کیا ہے اسی طریقے پر چلو۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیے کہ کس قدر متقی تھے، ان سے زیادہ کون متقی ہوگا لیکن اپنے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو جب تک ان کے داڑھی نہ آگئی، درس میں ہمیشہ اپنے پیچھے بٹھایا کرتے تھے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ صَبِيْحًا وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُجْلِسُهٗ فِيْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مَخَافَةَ خِيَانَةِ الْعَيْنِ مَعَ كَمَالِ تَقْوَاهُ[۱۱]

اتنے بڑے امام ابو حنیفہ، امام محمد (رحمہما اللہ) کو ان کے حسن کی وجہ سے درس میں اپنے پیچھے

---

[۱۱] ردالمحتار: ۹/۵۲۵، فصل فی النظر والمس من کتاب الحضر والاباحۃ، دار عالم الکتب، ریاض

بٹھاتے تھے۔ آج کل لوگ پہلوان بنتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے نفس پر بھروسہ ہے اور بعض ڈرتے ہیں کہ صاحب! میں احتیاط کروں گا تو لوگ مجھے حقیر سمجھیں گے۔ ارے، اپنی آبرو کو اللہ کے نام پر قربان کردو۔ دیکھ لو، کیا آج امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ذلت سے تذکرہ کرتا ہے کہ وہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیچھے بٹھایا کرتے تھے، معلوم ہوتا ہے عشق بازی کا مادّہ تھا، یا آج لوگ اس واقعے سے ان کی عزت کررہے ہیں۔ جو اللہ کے نام پر اپنی آبرو کو قربان کرتا ہے اور اللہ کو راضی کرنے میں مخلوق سے نہیں ڈرتا اس کی عظمت کے چراغ کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اَمردوں سے احتیاط

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کون ہے؟ مجدد الملّت اور وقت کے امام، مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے بڑے علما کو اللہ والا بنانے والے، اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ میں جس کمرے میں تفسیر ”بیان القرآن“ لکھتا ہوں وہاں تنہائی میں کسی کم عمر لڑکے کو جس کی داڑھی نہ ہو نہ بھیجا کرو، ان سے احتیاط کرنی چاہیے۔

اسی طرح عرب کا ایک لڑکا میرے مدرسے میں پڑھتا تھا، اردو نہیں جانتا تھا، اس سے ہم عربی میں بات کرتے تھے، اس کی داڑھی بھی پوری تھی، ایک مرتبہ وہ میرے ساتھ ٹنڈو جام گیا۔ میں نے سوچا کہ بے چارہ پردیسی ہے، عرب کا رہنے والا ہے، میں نے بعض دوستوں سے کہا کہ اس کا پیر دبادو، یہ عرب کا ہے اور ہمارا مہمان ہے، تو جب وہ دبانے لگے تو اس نے کہا: کھربا، کھربا، مت دباؤ مجھے، میرے اندر بجلی ہے۔ یہ جسمانی خدمت اتنی خطرناک چیز ہے۔ تو دیکھو اس عرب نے احتیاط کی اور کہا کہ میرا پیر مت چھوؤ، حالاں کہ دبانے والا بھی پوری داڑھی والا تھا۔

ایک بہت بڑے محدث نے مجھ سے خود بیان کیا کہ ان کے استاد مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت حسین تھے اور میں بھی بلا کا حسین تھا، جب وہ مجھے پڑھاتے تھے تو محبت کی آنکھ سے دیکھنا تو بڑی چیز ہے، کبھی قصائی کی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا،

نیچی نظر کرکے پڑھاتے تھے۔ بتائیے آج ان محدث صاحب نے اپنے استاد مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو حقیر یا ذلیل سمجھا یا ان کی تعریف کی؟ وہ میرے سامنے کہتے تھے کہ میرا استاد کتنا تقویٰ والا تھا کہ جس نے مجھ پر کبھی نظر نہیں ڈالی۔ اللہ اکبر! اولیاء اللہ نے کتنی احتیاط کی ہے اور ہم لوگ کہتے ہیں کہ بھائی، لوگ کیا کہیں گے؟ انتظامیہ والے، کمیٹی والے، مسجد والے کیا کہیں گے؟ ارے، اس سے تمہاری عزت اور بڑھے گی۔

اَمردوں سے نظروں کی حفاظت کی تدابیر

جو خدا کے نام پر اپنی آبرو کو قربان کرتا ہے ان شاء اللہ اس کے چراغ کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔ آپ ان لڑکوں سے جن کی طرف ذرّہ برابر بھی میلان ہوتا ہو، صاف کہہ دو کہ بھائی، تم میرے سامنے نہ بیٹھا کرو، مجھے ضرر پہنچتا ہے اور میری خدمت بھی مت کیا کرو اور اگر میرے سبق یا تقریر میں بیٹھو تو دائیں بائیں بیٹھو۔ پڑھانے میں جن بچوں کی طرف میلان ہوتا ہو تو ان کو دائیں بائیں بٹھا دو، سامنے پوری داڑھی والوں کو بٹھاؤ۔ تقریر میں اپنے سامنے والوں کی طرف دیکھ کر تقریر کرو۔ اب جن کی طرف کشش ہوتی ہے ان پر صاف صاف نظر نہیں پڑے گی۔ اگر کسی کی تھوڑی داڑھی ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ میں خدمت کروں تو اس سے کہو کہ بیٹا وضو کرکے دو رکعت پڑھ کر میرے لیے دعا کرلیا کرو، یہ خدمت میری روح کی ہوگی اور روح کی خدمت میں کوئی ضرر نہیں ہے، اس سے وہ خوش ہو جائے گا اور دبانے والے سے زیادہ اس پر فضل ہوگا، کیوں کہ اس نے اللہ کے لیے فصل یعنی جدائی اختیار کی ہے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنا قرب نصیب فرمائیں گے جس کو دور کیا گیا ہے، اور اس کو بھی جس نے دور کیا یعنی شاگرد اور استاد دونوں کو ثواب ملے گا۔

آج احتیاط کرلو، کل جب یہ بچہ بڑا ہوگا تو اپنے شاگردوں سے کہے گا کہ میرے استاد مجھ سے نظروں کی حفاظت کرتے تھے اور مجھے اپنے دائیں بائیں بٹھاتے تھے، اے شاگردو! آج میں بھی یہی عمل کروں گا۔ آپ کا یہ عمل صدقۂ جاریہ بن جائے گا۔ تو اصل بات یہی ہے کہ جسمانی خدمت کے راستے کو ہی بند کردو۔ مہتمم سے لے کر اساتذہ تک سب اس کی سخت پابندی کریں۔

ایک شیطانی چال اور اس سے بچاؤ کی تدبیر

شیطان مومن کو بے وقوف بناتا ہے، اُلو بناتا ہے، ڈراتا ہے کہ زیادہ نظریں نیچی کروگے تو یہ لڑکے آپس میں کہیں گے کہ دیکھو، یہ استاد تو مریضِ محبت معلوم ہوتے ہیں، یہ تو حسینوں سے اتنا ڈرتے ہیں۔ تو جب ایسا وسوسہ آئے تو شیطان سے کہہ دو کہ ہاں بھئی، ہم پہلوان نہیں ہیں، اللہ نے ہمیں ضعیف پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ﴿۲۸﴾[۱۲]

اللہ نے انسان کو ضعیف پیدا کیا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا تَقۡرَبُوۡا ان کے قریب نہ رہو ورنہ ساری پہلوانی نکل جائے گی۔ لَا تَقۡرَبُوۡا رہو گے تو لَا تَفۡعَلُوۡا رہو گے اور اگر تَقۡرَبُوۡا رہو گے یعنی ان کے قریب رہو گے تو تَفۡعَلُوۡا ہو جاؤ گے، یعنی گناہ کر بیٹھو گے۔

ارے میاں، اللہ کو راضی کرو، مخلوق کچھ بھی کہے اس کی پروانہ کرو۔ اللہ پر اپنی آبرو کو قربان کرکے تو دیکھو، یہی بچہ زندگی بھر تمہاری تعریف کرے گا، جب بڑا ہوگا تو کہے گا کہ میرے استاد مجھ سے احتیاط کرتے تھے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت کرے گا۔ ہم نے تو مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سے یہی سنا کہ میرے استاد بڑے متقی تھے، یہ نہیں سنا کہ وہ کمزور دل کے تھے، ہمارے حسن کی تاب نہیں لاسکتے تھے، کسی سے بھی یہ نہیں سنا۔ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سنی یا نہیں؟ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص فقہ کی کتاب شامی میں جہاں نظر حرام پر بحث کی ہے، ان کی تعریف کر رہے ہیں۔

نہ لو نامِ الفت جو خودداریاں ہیں

یہ میں بڑا خاص اور انتہائی اہم مضمون بیان کر رہا ہوں اور اختر اس معاملے میں بے خوف ہو کر تقریر کرتا ہے، اب جس کا دل چاہے میری بات کی قدر کرلے، کیوں کہ اگر اللہ کو پانا ہے تو صورت پرستی سے بچنے کا مجاہدہ تو ضرور اختیار کرنا پڑے گا اور اگر نہیں کرنا چاہتے تو دیکھو بھائی! سن لو۔

---

[۱۲] النسآء:۲۸

نہ لو نامِ الفت جو خودداریاں ہیں
بڑی ذلتیں ہیں بڑی خواریاں ہیں

لیکن اس کے بعد کیا انعام ملتا ہے۔

لی فقیری بادشاہت ہوگئی
عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی

ہم جنس پرستی سے بچاؤ کے مضمون کی مخالفت قومِ لوط کا عمل ہے

میں اللہ کے راستے کی بات کر رہا ہوں، جو لوگ کچھ بھی فہمِ سلیم رکھتے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، اگر ان کے دل میں ذرا بھی اللہ کا نور ہے تو وہ لوگ میری ان باتوں کی قدر کرلیں اور جو لوگ فسق وفجور میں اور ضد وعناد میں مبتلا ہیں ان سے یہ اَمرد پرستی اور بدفعلی سے بچاؤ کا مضمون ہضم ہی نہیں ہوتا اور وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جیسی قومِ لوط نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیں۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾[۱۳]

کیا تم یہ بے حیائی کا کام کرتے ہو حالاں کہ سمجھ دار ہو، کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر، بلکہ تم جہالت کر رہے ہو۔ سو ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ (بیان القرآن)

یعنی لوط علیہ السلام کی مخالفت کی اور انہیں حقیر سمجھا۔ تو جو دین کی طرف بلانے

۱۳؎ النمل: ۵۴-۵۶

والے ہیں اگر وہ اَمرد پرستی پر تقریر کریں اور لوگوں کو اس گندے کام سے منع کریں تو اگر کوئی ان کو حقیر سمجھتا ہے یا مخالفت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ قومِ لوط کا فعل ہے، جو یہ کررہا ہے۔ جیسے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو حقیر سمجھتے ہوئے باتیں بنائیں اِنَّھُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَھَّرُوْنَ کہ یہ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ اس لیے دوستو! احتیاط کرو، اور اس مضمون کی قدر کرلو۔ دیکھو ہمارے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظوں اور ملفوظات میں کیا کچھ اس بارے میں بیان کیا ہے، اسے پڑھو۔

اَمارد سے بد احتیاطی سالک کی بربادی ہے

آج مدارس میں کیا ہورہا ہے، کتنوں کا سلوک برباد ہورہا ہے، ان کی روح چاہتی ہے کہ میں اللہ والا بن جاؤں مگر ان سے حسن پرستی کی عادت نہیں چھوٹ رہی ہے۔ واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں، اگرچہ اختر کی قسم کوئی زیادہ اہمیت کی حامل نہیں ہے، کیوں کہ قسم کھانے والا زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے لیکن چوں کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اس لیے میں کہتا ہوں کہ میرے احباب میں، میرے دوستوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ والے بننا چاہتے ہیں اور اللہ کے عشق کے زبردست پیاسے ہیں مگر حسن پرستی، صورت پرستی، اَمرد پرستی کے عذاب میں مبتلا ہیں، وہ اس عادت کو چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن ان سے حسن پرستی نہیں چھوٹتی۔ کہتے ہیں کہ کیا کریں صاحب! چھوٹتی نہیں ہے۔ جب یہ عادت بچپن سے پڑجاتی ہے تو جب تک جان لڑا کر اسے چھوڑنے کی کوشش نہ کرے آخری سانس تک نہیں چھوٹتی، اس لیے ہمت کرکے اس کو ابھی چھوڑ دو۔

بدنظری و عشقِ مجازی سے اجتناب کا انعام

دیکھو جھوٹ چھوڑ دینا آسان، چوری چھوڑ دینا آسان، لیکن حسینوں کو چھوڑنا، ان کو نہ دیکھنا یہ بڑا مشکل مضمون ہے۔ لہٰذا جو بڑی ہمت سے کام لے گا اور ان سے بچ جائے گا تو ان شاء اللہ اس کا انعام بھی بہت بڑا ہے۔ اچھا یہ بتایئے کہ ایک مزدور نے ایک گھنٹہ کام کیا، آپ نے اس کو مزدوری دے دی لیکن ایک بادشاہ نے بھی آکر ایک گھنٹہ کام کیا، تو بادشاہ کی

مزدوری اس مزدور سے زیادہ ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح اگر آپ نے نفلی عبادت، مثلاً تلاوت وغیرہ کرلی، تو یہ آپ کے جسم نے مزدوری کی اور اگر آپ نے نظر بچالی تو دل نے مزدوری کی اور دل چوں کہ سارے جسم کا بادشاہ ہے تو بتاؤ دل کی مزدوری زیادہ ہوگی یا نہیں؟

تو نگاہ کی حفاظت کرنے اور حسینوں سے دور رہنے میں جو غم ہوتا ہے وہ دل کو ہوتا ہے اور دل بادشاہ ہے اور بادشاہ جو مزدوری کررہا ہے اور اللہ کے راستے میں غم اٹھارہا ہے تو یہ غم دنیا نہیں دیکھتی، وہ نفلیں تو دیکھ لیتی ہے لیکن جو لوگ دل پر غم اٹھاتے ہیں، دل کی بُری بُری خواہشات کو توڑتے ہیں ان کے دل کی باتوں کو دنیا نہیں جانتی، صرف اللہ پاک جانتے ہیں، اس لیے بادشاہ کے عمل پر اللہ اس کو بہت بڑی مزدوری عطا فرماتے ہیں اور اس کو حلاوتِ ایمانی عطا فرماتے ہیں اور اپنا دردِ دل عطا کرتے ہیں اور ان شاء اللہ یہ دردِ دل ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ جو لوگ اپنی خواہشات کا خون کرتے ہیں اور غم اٹھاتے ہیں ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کے دردِ محبت کی خوشبو کو اللہ اڑائے گا۔ اب اس پر میرا ایک شعر سنیے جو حیدر آباد دکن میں ہوا تھا ؎

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

اور ؎

اس کی خوشبو سے مسلماں بھی مسلماں ہوں گے

اسبابِ گناہ سے قرب، گناہ میں ابتلا کا ذریعہ ہے

اور یہ بات بھی سن لیجیے کہ مسٹروں میں لڑکوں سے عشق کا مرض زیادہ نہیں ہوتا، کیوں کہ ان کو مخلوط تعلیم میں لڑکیاں آسانی سے مل جاتی ہیں اور وہ ان کی وجہ سے گناہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ مرض عربی مدارس میں زیادہ ہوتا ہے، کیوں کہ مولوی داڑھی رکھ کر کسی عورت سے بات کرتے ہوئے شرماتا ہے اور لڑکوں سے کہتا ہے کہ تو میرا بھائی ہے، میرا شاگرد ہے، میرا منہ بولا بیٹا ہے اور اس بہانے سے ناجائز تعلق بنالیتا ہے۔ جیسے آج کل جو عورتیں بدمعاش ہیں وہ اپنے شوہر سے غیر مردوں کے بارے میں کہتی ہیں کہ ان سے ملنے جلنے پر زیادہ مت بولنا، ان سے میرا پردہ نہ کرانا، یہ تو میرا منہ بولا بھائی ہے، اس کو آنے جانے دو، خبردار، جو اس سے

پردہ کرایا۔ سمجھ لو کہ یہ سب بہانے ہیں اور بہت بڑا زہر ہے۔ لہٰذا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گناہ میں آسانی ہوتی ہے اس گناہ سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورتوں سے زنا کرنا یہ گناہ مولویوں کے لیے مشکل ہے، کیوں کہ انہیں سب دیکھ لیتے ہیں کہ ارے امام صاحب! آپ فلاں عورت سے بات کر رہے تھے مگر لڑکوں سے بات کرتے ہوئے کوئی بُرا گمان بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس گناہ سے بچنے کے لیے طالبین کو، سالکین کو اور مدرّسین کو زیادہ احتیاط کرنا چاہیے، کیوں کہ اس ماحول میں ان کے لیے زیادہ خطرہ ہوتا ہے، جبکہ کالج میں مسٹروں کو کوئی کچھ نہیں کہتا، کیوں کہ وہاں گناہ اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی کوئی اہمیت نہیں۔

بعض کالج کے لڑکے کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنے لگے یا تبلیغی جماعت میں گئے، دیندار ہو گئے پھر مدرسے میں آئے تو انہوں نے شکایت کی کہ ہمارے کالج میں تو یہ مرض نہیں تھا اور آپ کے مدارس میں ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی مدرسے کی توہین نہ کرو، میں اس کا راز بتاتا ہوں کہ جب تم کالج میں تھے تو مخلوط تعلیم میں تھے، لڑکیاں تمہارے ساتھ تھیں، تمہیں ایک مسالہ ملا ہوا تھا، اس لیے تمہارا کوئی مجاہدہ ہی نہیں تھا، تم لڑکیوں کی بغل میں ہاتھ ڈالے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ پھر رہے تھے، جانوروں کی طرح تمہاری زندگی تھی، جبکہ مدارس میں لڑکیوں کا گزر بھی نہیں ہے، وہاں تو تقویٰ سکھایا جاتا ہے بس جہاں تقویٰ سکھایا جاتا ہے شیطان وہیں زیادہ محنت کرتا ہے، اور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تم تو کالج میں خود شیطان بنے ہوئے تھے، شیطان اپنی ہی برادری پر محنت نہیں کرتا، کہتا ہے کہ ارے، یہ تو میرے ہی بھائی ہیں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک لیڈر اپنی تقریر کے بعد کہہ رہا تھا کہ آج ہماری تقریر سے نالائقوں نے کوئی اثر نہیں لیا، انہیں فائدہ نہیں پہنچا، نہ کوئی نعرہ لگایا، نہ واہ، واہ ہوئی، جتنے سننے والے تھے سب گدھے تھے، اس لیے انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اچھا ہم گدھے ہیں! جب ہی تو آپ تقریر میں کہہ رہے تھے کہ میرے بھائیو! میرے بھائیو!

شیطان دینداروں پر زیادہ محنت کرتا ہے

تو شیطان نیک بندوں اور جو فرشتہ بننا چاہتے ہیں ان پر زیادہ محنت کرتا ہے، تا کہ وہ

اللہ والے نہ بن سکیں، کیوں کہ وہ دیکھتا ہے کہ یہ تو میرے ہاتھ سے نکلنے والے ہیں، اللہ کے ولی بننے والے ہیں اور ان پر زیادہ محنت اس لیے کرتا ہے کہ اگر یہ ولی ہو جائیں گے، عابد ہو جائیں گے تو یہ لاکھوں کو ولی اللہ بنائیں گے، لہٰذا ان کے اخلاق کو برباد کرتا ہے تاکہ ان کی خوب بدنامی ہو اور انہیں عشقِ اَمارد میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور حسین لڑکوں سے بدنظری کرنے کے مرض میں مبتلا کرکے ان کا راستہ مارتا ہے، یہاں تک کہ بدفعلی کرا کے دنیا و آخرت میں رسوا کر دیتا ہے۔

لہٰذا اس کا علاج یہی ہے کہ کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرو اور میری کتاب ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ کا مطالعہ کرو اور ان لڑکوں سے دور رہو جن کو دیکھنے سے نفس ذرّہ برابر بھی حرام مزہ لینے لگے، اور ان سے جسمانی خدمت نہ لی جائے، سب سے بڑا فتنہ اسی جسمانی خدمت سے ہوتا ہے، خصوصاً گھٹنوں سے اوپر پیر دبوانے سے۔ لہٰذا مہتمم اور اساتذہ کو لڑکوں سے ہرگز خدمت نہ لینی چاہیے۔

بڑے لڑکوں اور چھوٹے لڑکوں کا میل جول زہرِ قاتل ہے

دوسری انتہائی اہم بات یہ ہے کہ بڑے لڑکے چھوٹے لڑکوں کے ساتھ نہ رہیں ورنہ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ پہلے میلان، پھر عشق بازی اور آخر میں شیطان بدفعلی کرا دیتا ہے، اور سالکین جو اللہ اللہ کر رہے ہیں ان کے لیے تو میں خاص طور پر کہتا ہوں کہ اَمرد لڑکوں کے ساتھ میل جول رکھنا زہرِ قاتل ہے، یہ عمل خدا سے محروم کر دیتا ہے اور صرف محروم ہی نہیں کرتا بلکہ گندا کام کرا کے مبغوض بھی کر دیتا ہے۔

سب سے سخت عذاب بدفعلی کی مرتکب قوم پر آیا

حدیث میں آتا ہے کہ جب لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کا گناہ ہوتا ہے تو فرشتے ڈر کے مارے آسمان پر چلے جاتے ہیں، کیوں کہ وہ یہ عمل کرنے والوں پر عذاب کو نازل ہوتا ہوا دیکھ چکے ہیں کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام کی بدفعلی کرنے والی قوم کو اوپر پہلے آسمان تک لے گئے۔ علامہ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت

جبرئیل قومِ لوط کی بستی کو آسمان کے اتنے قریب لے گئے تھے کہ اس آسمان والے فرشتوں نے اس بستی کے گدھے اور کتوں کی آوازیں بھی سنیں اور پھر وہاں سے پوری بستی کو زمین پر الٹ دیا اور پھر آسمان سے پتھر بھی برسائے۔

دیکھا آپ نے؟ ایسا عذاب کسی قوم کو نہیں ہوا۔ یہ اتنا خبیث عمل ہے کہ اللہ پاک نے اس کا نام ہی فعلِ خبیث رکھ دیا اور عذاب ایسا دیا کہ بستی الٹنے کے بعد جب وہ سب مر گئے، تو مرے ہوؤں پر اللہ پاک نے پتھر برسا دیے۔ اندازہ لگائیے، اتنا غصہ اللہ پاک کو اس بدفعلی پر آتا ہے۔ بتائیے! کیا مرنے کے بعد کوئی مردے کو جوتے لگاتا ہے؟ اگر آپ کا کوئی دشمن مر جائے تو مرنے کے بعد آپ اس کو جوتے نہیں لگاتے کہ جناب! اب تو یہ مر گیا، اب کیا جوتے لگائیں، لیکن اللہ پاک اتنے غضب ناک ہوئے کہ لوگوں کی عبرت کے لیے مرنے کے بعد پتھر بھی برسائے اور ہر پتھر پر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ [۱۴]

فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم یعنی قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر کھنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی ہے یعنی اللہ کے یہاں ہر پتھر پر ان کا نام بھی لکھا ہوا ہے اور وہ پتھر مسرفین یعنی حد سے گزرنے والوں کے لیے ہیں۔

عشقِ مجازی جرمِ عظیم ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! نامحرم عورتوں اور لڑکوں سے محبت کرنے میں کیا حرج ہے؟ تو اس کا جواب قرآن پاک کی آیت:

اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ

میں ہے، اس میں ایسی محبت کرنے والوں کو مجرم فرمایا گیا ہے۔ یہ حرام محبت ایسا جرم ہے کہ

---

[۱۴] الذّٰریٰت:۳۲-۳۴

اس کا مقدمہ یعنی شروعات بھی جرم ہے، یعنی کسی حسین پر نظر کرنا بھی جرم ہے، اس سے بات چیت کرنا بھی جرم ہے، اس کو مٹھائی کھلانا بھی جرم ہے، اس کے پاس بیٹھنا بھی جرم ہے، یہ سب کام کرنے والے مجرمین میں شامل ہو جاتے ہیں، کیوں کہ مقدمۂ حرام حرام ہوتا ہے۔

اور یہ جرم کیوں ہے؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دل سے پوچھیے کہ کوئی شخص آپ کا بہت ہی گہرا دوست ہو اور آپ اس کی عزت بھی کرتے ہوں لیکن ایک دن آپ کے بیٹے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہو اور آپ نے اس کو دیکھ لیا تو بتائیے! آپ اس کو اپنا دوست بنائیں گے؟ آپ کہیں گے کہ خبیث! تیری آنکھیں نکال دوں گا، تو میرے بیٹے کو بُری نظر سے دیکھ رہا ہے۔ تو باپ کو اپنے بیٹے سے جتنی محبت ہے اس سے زیادہ محبت اللہ کو اپنی مخلوق سے ہے۔ جب ایک حصہ محبت میں یہ حال ہے کہ باپ نہیں چاہتا کہ کوئی میری بیٹی کو یا میرے بیٹے کو بُری نظر سے دیکھے تو ربا جس کے پاس ۹۹ فیصد محبت ہے، جب اس کی محبت کا ظہور ہوگا تو اس کے بندوں کو بُری نظر سے دیکھنے والوں سے وہ کیسا انتقام لے گا اور ان کا کیا حال ہوگا، بلکہ اللہ کی محبت تو سو سے بھی زیادہ ہے یہ تو ایک مثال ہے۔ بات کو سمجھانے کے لیے کہہ دیتے ہیں۔

مخلوقِ خدا سے خیر خواہی کے معنیٰ

تو اللہ کے بندوں کو، اللہ کی مخلوق کو بُری نظر سے دیکھنا جبکہ مخلوق اللہ کی عیال ہے، کتنا بڑا جرم ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے:

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ[۱۵]

تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبے سے بھلائی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ لہٰذا کافر لڑکے کو بھی بُری نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے، یہ بین الاقوامی جرم ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تو کافر ہے، عیسائی ہے، بھنگی ہے، کیوں کہ اللہ پاک نے کافر کو بھی بُری نظر سے دیکھنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ کافر تو ہے مگر اللہ کا بندہ بھی

۱۵ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲۵، باب الشفقۃ والرحمۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

ہے۔ اگر کسی کا بیٹا نافرمان ہے، باپ کی بات نہیں مانتا تو باپ اپنے نافرمان بیٹے کے لیے نہیں چاہے گا کہ کوئی اس کے ساتھ بد فعلی کرے، تو اللہ بھی اپنے نافرمان بندوں کے بارے میں بے اصولیوں کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی انہیں بُری نظر سے دیکھے اور ان کے ساتھ غلط کام کرے۔ آپ لندن جائیں اور کسی کافر انگریز کا لڑکا سامنے ہو تو اس کو بھی آپ بُری نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔

ایک صاحب نے کہا کہ حضرت! لڑکیاں کراچی میں سڑکوں اور بازاروں میں بے پردہ گھومتی ہیں، ناچتی پھرتی ہیں اور اپنے آپ کو دکھاتی پھرتی ہیں تو جب وہ خود ہی دکھاتی ہیں تو دیکھ لینے میں ہمارا کیا قصور ہے؟ میں نے کہا کہ بھئی! اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں کہ اگر آپ کے دوست کی دس بیٹیاں ہیں، نو بیٹیاں تو ولی اللہ ہیں، پردے میں ہیں، ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا اور ایک بیٹی فلم ایکٹریس ہوگئی، ناچنے لگی اور ایک دن آپ اس کا ناچ دیکھ رہے تھے کہ آپ کے دوست نے جس کی یہ بیٹی ہے آپ کو دیکھ لیا تو آپ کا دوست آپ کو یہی کہے گا کہ آپ نے میری بیٹی کو نامناسب حالت میں کیوں دیکھا؟ آپ کو تو چاہیے تھا کہ سجدہ میں گر جاتے اور اللہ سے روتے کہ یا اللہ! یہ میرے دوست کی بیٹی ہے، نافرمان ہے، ناچتی ہے، اس کو آپ فرماں بردار اور تقویٰ والی بنا دیجیے، تب میں سمجھتا کہ آپ میرے دوست ہیں لیکن آپ نے اپنی دوستی کا یہ حق ادا کیا؟ آپ اس سے ناراض ہو جائیں گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو بھی ان کے بندوں پر غلط نظر ڈالنے والوں اور ان کے ساتھ غلط کام کرنے والوں پر سخت غصہ آتا ہے اور اس پر اللہ کی ناراضگی کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

اور قومِ لوط کو جو مسرِفین فرمایا تو یہ لوگ مسرفین اس لیے تھے کہ انہوں نے اپنی منی اور خون کو پاخانے کے مقام پر ضایع کیا۔ جس منی سے انسان پیدا ہونے تھے، جس منی سے اولیاء پیدا ہونے تھے اس کو پاخانے کے مقام پر ضایع کیا۔ کیا یہ معمولی اسراف ہے؟ یہ بہت بڑا اسراف ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

تو میں اللہ کی ولایت اور دوستی کے اصول بتا رہا ہوں، گزارش کر رہا ہوں کہ اللہ کے دوست بننا چاہتے ہو تو اللہ پاک کی ساری مخلوق کے ساتھ اپنے قلب میں خیر خواہی کا ارادہ رکھو، کسی کے لیے نہ دل میں بُرائی آئے، نہ آنکھوں میں۔ اگر دل میں وسوسہ آجائے تو استغفار کرلو کہ یا اللہ! وسوسوں پر میرا اختیار نہیں، پھر بھی میں ان وسوسوں سے توبہ کرتا ہوں اور معافی

مانگتا ہوں کہ آپ کی مخلوق کے بارے میں میرے دل میں ایسا وسوسہ آیا۔ اللہ پاک نے چاہا تو ان شاء اللہ اس عمل سے بہت نفع ہو گا۔

بداحتیاطی کے نقصانات

اچھا، ایک اور بات عرض کر دوں کہ جو طلبہ احتیاط نہیں کرتے اور بد نظری اور عشق امارد میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اس قسم کے گناہوں اور گندی عادات سے ان کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ کیوں کہ حکیم ہونے کی وجہ سے میرے پاس مریض آتے ہیں، اس لیے اس بارے میں میرا تجربہ زیادہ ہے، خالی عالمِ دین کو طلبہ یہ باتیں نہیں بتاتے ہیں، اگر عالم کے ساتھ ساتھ حکیم بھی ہو تو اس کو بتاتے ہیں کہ

نمبر ایک: حضرت! آج کل سبق یاد نہیں ہوتا اور جو یاد کرتا ہوں بھول جاتا ہوں۔

نمبر دو: حضرت! دماغ میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی ہے۔

نمبر تین: کمر میں ہلکا ہلکا درد بھی رہتا ہے۔

نمبر چار: جب سوتا ہوں تو پنڈلیاں اینٹھتی ہیں۔

نمبر پانچ: ان میں ہلکا ہلکا درد بھی رہتا ہے۔

نمبر چھ: جب بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوتا ہوں تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے۔

نمبر سات: اور کبھی کبھی چکر بھی آتے ہیں۔

یہ سب باتیں جوانی میں ہیں جبکہ صحت اعلیٰ ہونی چاہیے، یہ سب چیزیں کہاں سے پیدا ہوئیں؟ ان ہی افعالِ بد کی وجہ سے۔ کتنے ہی ایسے جوان ہیں کہ جوان ہوتے ہوتے ان کی جوانیاں حرام عشق اور گندے کاموں کی وجہ سے ختم ہو گئیں، اب جب شادی ہوئی تو شرمارہے ہیں، بیوی کے قابل نہیں رہے۔ ان گندے اعمال سے مردانگی کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ میرے پاس کتنے ہی نوجوان مریض آئے جنہوں نے بتایا کہ صاحب! بیوی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں، سسرال والے طلاق لے لیں گے، جلدی سے کوئی طاقت کی دوا دے دیجیے۔ ایسی پریشانی کیوں ہوئی؟ اسی گناہ کی وجہ سے، علم بھی گیا اور عمل کو بھی نقصان پہنچا اور ایسا طالبِ علم اچھا عالم بھی نہیں بن سکتا۔

لہٰذا اب مدارس والوں کے لیے طلبہ کے اخلاق کی حفاظت اور نگرانی بہت ضروری ہے کیوں کہ جو طلبہ ان بُرائیوں میں، جو میں نے ذکر کیں، مبتلا ہو جاتے ہیں ان سے علمِ دین کی پڑھائی بھی چھوٹ جاتی ہے اور اگر مولوی بن بھی جائیں تو بھی ان کو کچھ یاد نہیں رہتا، علمی حیثیت سے بالکل کمزور ہوتے ہیں اور شادی کے لیے ماں باپ پریشان ہوتے ہیں کہ یہ شادی کیوں نہیں کرتا؟ یعنی دین و دنیا دونوں ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔

اس لیے مہتمم حضرات سے کہتا ہوں کہ بچوں کی خوب نگرانی کرو، اگر انہیں جید عالم بنانا چاہتے ہو تو انہیں متقی رکھو۔ اس گناہ سے دماغ کو اتنا نقصان پہنچتا ہے کہ اچھا عالم نہیں بن سکتا، کیوں کہ بڑی بڑی کتابوں کو پڑھنے کے لیے دماغ کو طاقت چاہیے اور فسق و فجور سے قوتِ حافظہ کو نقصان پہنچتا ہے، جبکہ تقویٰ سے علم میں برکت آتی ہے اور حافظہ بھی قوی رہتا ہے۔

اللہ والا عالم بننے کے لیے حکیم الامت کے دو نسخے

اسی لیے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص بڑا اور متقی عالم بننا چاہے تو وہ دو عمل کرلے:

نمبر ایک: استاد کا ادب کرے، کیوں کہ بے ادبی سے علم کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

نمبر دو: تقویٰ اور پرہیز گاری سے رہے، کیوں کہ گناہ گاروں کو اللہ پاک علم کا نور نہیں دیتا۔

علمی استعداد کے لیے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تین نسخے

اور ایک بار فرمایا کہ جو طالبِ علم یہ تین کام کرلے میں اس کی استعداد کا ذمہ لیتا ہوں:

نمبر ایک: استاد سے سبق پڑھنے سے پہلے اس سبق کا مطالعہ کرلے۔

نمبر دو: پھر استاد کی تقریر غور سے سنے۔

نمبر تین: پھر استاد سے سبق پڑھنے کے بعد ایک بار تکرار کرلے۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سبق پڑھنے سے پہلے اس کے مطالعے کا کیا مطلب ہے؟ تَمْیِیْزُ الْمَعْلُوْمِ مِنَ الْمَجْهُوْلِ مطالعے سے یہ پتا چل جاتا ہے کہ کیا کیا باتیں ہم

نے سمجھ لیں اور کیا کیا نہیں سمجھیں، مثلاً آٹھ آنہ سمجھے اور آٹھ آنہ نہیں سمجھے، اب جو کچھ نہیں سمجھا استاد کے سامنے اس کو غور سے سننے سے سمجھ لے گا، اور جو مطالعہ نہیں کرتا اس کے لیے سب بے کار ہے۔ اس کے علم میں برکت نہیں ہوتی۔

بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے ایک ساتھ تکرار نہ کریں

اور یہ جو عمل ہے کہ تکرار کرے تو یاد رکھو کہ تکرار اس کے ساتھ کرے جس میں حسن و کشش نہ ہو اور جو اَمرد ہو یا جس میں حسن اور کشش ہو، یعنی داڑھی مونچھ کے باوجود بھی اس کی طرف میلان ہوتا ہو تو اس کے ساتھ ہرگز تکرار نہ کرے، ورنہ تکرار کرتے کرتے تکرار ہو جائے گی۔ تکرار کا معنیٰ جھگڑا بھی ہے، یعنی عشقِ مجازی کے جھگڑے میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ ایک ضروری بات یہ ہے کہ یہاں روزانہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور میری کتاب ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' پڑھ کر سنانے کا معمول ہونا چاہیے اور روزانہ ذکر بھی ہونا چاہیے، اس کے لیے روزانہ پندرہ منٹ نکالیں، دس منٹ ذکر کے لیے اور پانچ منٹ میں بزرگوں کے کچھ ملفوظات اور کوئی بات سنا دی۔

حضرت والا کی اشاعتِ دین کی تڑپ اور اخلاص

یہ تقریر جو ابھی میں کر رہا ہوں تو یہ میں اپنی آبرو کو ختم کر کے تقریر کرتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیر تو سب باتیں جانتا ہے اور بدگمانی کرتے ہیں لیکن مجھے اس کی پروا نہیں۔ جو مرض اس زمانے میں کالرا ہیضہ کی طرح پھیلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محرومی کا سب سے بڑا سبب ہے، بھلا لوگوں سے ڈر کر میں اس پر بیان نہ کروں؟

پشاور میڈیکل کالج میں جب میں نے اس مضمون کو بیان کیا تو میڈیکل کالج کے ڈیڑھ ہزار لڑکوں نے کہا کہ اس عالم نے تو ہمارا ایکسرے کر لیا، ہمارے اندر جو جو مرض تھے سب بیان کر دیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ملّاؤں سے نفرت کرتے تھے لیکن اس کی تقریر نے تو ہمیں پاگل کر دیا، ایک ہفتہ ہمیں ان کے ساتھ اور مل جائے تو ہمیں بہت فائدہ ہو گا، اور جن پروفیسر صاحب نے میری ان طلبہ سے ملاقات کرائی تھی انہوں نے بتایا کہ یہ اتنے بدتمیز

لڑکے ہیں کہ استادوں سے لڑتے ہیں اور ان کے سامنے ان کو چھیڑنے کے لیے میز بجاتے ہیں مگر آپ کی تقریر انتہائی ادب اور محبت سے سنی اور آخر میں سب نے مصافحہ بھی کیا اور بعضوں نے میرا کراچی کا پتا بھی لکھا۔ یہ کیا بات ہے؟ یہی بات ہے کہ اللہ کے نام پر توفیق مانگتا ہوں کہ یا اللہ! اپنے نام پر اختر کو جان، مال، عزت، آبرو، سب کچھ قربان کردینے کی توفیق نصیب فرمایئے اور میرے دوستوں کو بھی۔

تو میں اپنی آبرو کو داؤ پر لگا کر اس مضمون کو بیان کرتا ہوں اور میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے مدارس کے طلبہ الحمد للہ! میرے اتنا صاف صاف بیان کردینے سے بہت خوش ہوئے، جبکہ دوسرے اتنا صاف بیان کرنے سے شرماتے اور گھبراتے ہیں۔ ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان کے بڑے بڑے مدارس کے علما و طلبہ نے اس مضمون کو سن کر الحمد للہ! میرا شکریہ ادا کیا۔ یہ سب باتیں بزرگوں کی ہیں، میں نے تو بس جمع کردی ہیں، اللہ پاک جس سے چاہے کام لے لیں۔

ایں ہمہ گلزار از ابرار ما

یہ سب میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی جوتیوں کا صدقہ ہے، اور جن کی پہلے صحبت اٹھائی، یعنی حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم کی دعائیں ہیں۔ جس کے تین شیخ ہوں، اگر وہ ایک کے احسانات کا ذکر کرے اور دوسروں کے احسانات کا ذکر نہ کرے تو یہ بے وفائی کی بات ہے۔ تو یہ سب میرے بزرگوں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

چند دن خونِ تمنا پر بہارِ نسبت عطا ہوجاتی ہے

چند دن احتیاط کرلو، چند دن دل پر غم سہہ لو پھر دیکھو، اللہ کیسی نسبت عطا فرماتے ہیں۔ جب مولیٰ دل میں آتا ہے تو دل کا کیا عالم ہوتا ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بادہ از ما مست شد نے ما ازو

میں شراب سے مست نہیں ہوا ہوں، بلکہ شراب مجھ سے مست ہوئی ہے۔

قالب از ماہست شد نے ما ازو

یہ جسم میری روح کی بدولت قائم ہے، میری روح جسم سے قائم نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست

شراب اپنی مستی میں میری مستی کی بھکاری ہے۔

چرخ در گردش اسیر ہوشِ ماست

آسمان اپنی گردش میں میرے ہوش اور میری روحانیت کے وسیع میدان کا ایک قیدی ہے۔ کیوں کہ جس دل میں خدا آتا ہے افلاک و زمین کے ساتھ، سماوات و ارض کے ساتھ آتا ہے، بے شمار آفتاب و قمر کے ساتھ آتا ہے اور عرشِ اعظم و کرسی کے ساتھ آتا ہے۔

اپنا عالم الگ بناتا ہے
عشق میں جان جو گنواتا ہے

اور

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

یہ چیز کہنے کی نہیں ہے، اللہ جس دل کو پیار کرلے، جس دل پر ایک نظر رحمت کی ڈال دے، کافرِ صد سالہ، سو برس کے کافر کے دل کو اگر اللہ ایک نظر رحمت سے دیکھ لے تو وہ اسی وقت رشکِ ابدال ہو جائے گا، اللہ کی شان کے آگے ابدال کیا ہیں، اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت کتنی قیمتی ہے، ذرا اس کو سوچو۔ اس لیے دوستو! رونے سے کام بنے گا، زور سے کام نہیں بنے گا، زاری سے کام بنے گا۔ بارہا شکستِ توبہ کر چکے، اب اپنے دست و بازو پر بھروسہ مت کرو، یہ کہو کہ ہم اپنے دست و بازو بہت استعمال کر چکے ہیں لیکن ہم اپنی محدود طاقت سے آپ کا غیر محدود راستہ طے نہیں کر سکتے، لہٰذا آپ ہماری طرف اپنا دستِ کرم بڑھائیے۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

میری جھولی کی طرف آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے اور اس میں کچھ ڈال دیجیے۔

آفریں بر دست و بر بازوئے تو

اے اللہ! آپ کے دستِ جذب پر صد آفرین ہو اور آپ کی شانِ اجتبا پر:

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ [۱۶]

پس اللہ تعالیٰ مست کرتا ہے، ورنہ اختر کیا جانتا ہے ؎

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں

سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

میں بنگلہ دیش آیا نہیں، لایا گیا ہوں۔ یہ سب غیبی طور پر اسباب ہوتے ہیں۔

تو مومن نفس و شیطان کے گندے کاموں میں، کیچڑ میں اپنی روح کو کیوں پھنساتا ہے؟ اس کو چاہیے کہ اللہ کے دریائے قرب کی گہرائیوں میں غوطہ مارے، ورنہ روح بے قیمت ہو جائے گی، جیسے روہو مچھلی کی شان یہ ہے کہ دریا کے دھارے کے خلاف تیرتی ہے، لہٰذا نفس کی حرام خواہشات کے دھاروں کے خلاف تیرو، نفس کو مٹانا سیکھو، پھر اللہ کو پانا سیکھو گے۔ اللہ کو پانے کا اور نفس کو مٹانے کا شوق نہ ہو تو ایسا شخص دعوائے محبت میں نہایت کاذِب اور راہِ محبت کا مخنث ہے۔

نفس پر مردانہ وار حملہ کرنا چاہیے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے مخنث نے تو مرد نے تو زن

اے مخنث! نہ تو مرد ہے، نہ عورت ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

ارے! تبر اٹھا اور نفس پر مردانہ وار حملہ کر، کیوں کہ نفس اپنی خاصیت کے اعتبار سے

[۱۶] الشوریٰ:۱۳

مؤنث ہے، عورت ہے، اسی لیے اس کی طرف مؤنث کی ضمیر راجع ہوتی ہے، جیسے عورت کا مکر و فریب عظیم ہوتا ہے:

اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ﴿۲۸﴾ [۱۷]

اس کے مکر و فریب عظیم ہوتے ہیں، ایسے ہی نفس کا مکر بھی عظیم ہوتا ہے، لہٰذا جب تک مرد نہ بنوگے نفس کی عورت قبضے میں نہیں آئے گی۔ دیکھ لو، اگر مرد بہادر نہیں ہوتا تو عورت اس کے قبضے میں نہیں آتی۔ اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

نفسِ مؤنث پر مردانہ وار حملہ کرو۔ اگر عورت کے پاس عورت کی طرح رہو گے تو ساری زندگی عورت ہی رہو گے، مرد نہیں بنو گے بلکہ ہو سکتا ہے وہ تمہارے اوپر چڑھ جائے؎

چوں علی واراِیں درِ خیبر شکن

مثل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس درِ خیبر کو توڑ دو۔

تلاوتِ قرآنِ مجید کے فضائل

اب آخر میں مہتمم حضرات سے مزید عرض کرتا ہوں کہ قرآنِ پاک حفظ کرنے والے بچوں کے لیے قرآنِ پاک کے تین فضائل بنگلہ زبان میں لکھ کر کے ٹانگ دیے جائیں:

نمبر ۱) تلاوتِ قرآنِ پاک سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔

نمبر ۲) اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔

نمبر ۳) قرآنِ پاک کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، چاہے سمجھ کر پڑھے یا بے سمجھے پڑھے۔

تین فائدے تو یہ لکھ دیے جائیں جو ناظرہ والوں کے لیے ہیں اور اگر کوئی حافظ بھی ہو گیا تو:

نمبر ۴) اسے جنت کے گیارہ پاسپورٹ مل گئے، ایک پاسپورٹ سے تو خود جنت میں جائے گا اور دس پاسپورٹ سے خاندان والوں میں سے ایسے لوگوں کا انتخاب کرلے گا جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی، پھر ان کو معاف کرائے گا اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

---

[۱۷] یوسف:۲۸

آیاتِ قرآنیہ سے گمراہ فرقوں کا رد

اور جو یہ کہے کہ بغیر سمجھے قرآنِ پاک پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا، وہ یا تو بددین ہے یا جاہل ہے۔ اس کی دلیل ہے الٓمٓ پر تیس نیکیاں ملنا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَّلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ[۱۸]

جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لیے ایک حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ اس میں غور کریں کہ مثال دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الٓمٓ کا ہی انتخاب کیوں کیا؟ جبکہ سارا قرآن الفاظ سے بھرا ہوا ہے، کیوں کہ الٓمٓ کے معنیٰ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، پھر بھی اس کی تلاوت پر تیس نیکیاں مل رہی ہیں اور ایک فرقہ نیچریوں کا پیدا ہونے والا تھا، جو یہ کہتا تھا کہ قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنا بے کار ہے، جیسا کہ آج کل بعض گمراہ قسم کے لوگ یہ باتیں پھیلا رہے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مثال اس لیے دی تاکہ کل کوئی یہ فتنہ پیدا نہ کرے کہ بے سمجھے قرآن پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں ہے۔ لہٰذا زبانِ نبوت سے یہ مثال قیامت تک کے فتنوں کا رد ہے۔

اسی طرح قرآنِ پاک میں ہے:

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[۱۹]

بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ تواب کے بعد صفتِ رحیم کیوں نازل کی؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں جو تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں تو اس وجہ سے نہیں کہ میں اس کا پابند ہوں، بلکہ وجہ یہ ہے کہ میں رحیم ہوں، اپنی شانِ رحمت سے معاف کرتا

---

[۱۸] جامع الترمذی:۲/۱۱۹، باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن ماله من اجر، ایچ ایم سعید

[۱۹] البقرة:۳۷

ہوں اور شانِ رحمت سے تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں۔ کیوں کہ ایک فرقہ ایسا پیدا ہونے والا تھا جو یہ کہتا کہ اگر بندہ اللہ سے توبہ کرے تو اللہ پر اس کو معاف کرنا واجب ہو جاتا ہے، نعوذ باللہ! لٰہذا بعد میں ایک فرقہ پیدا ہوا جس کو فرقہ معتزلہ کہا جاتا ہے۔ فرقہ معتزلہ یہ کہتا تھا کہ توبہ کرلینے کے بعد اللہ کو اپنے بندے کو قانوناً معاف کرنا ضروری ہے، تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فرقہ معتزلہ کا رد ہے کہ میری توابیت قانون اور ضابطے کی پابند نہیں ہے، تو لفظِ تواب کے بعد رحیم کا نزول فرقہ معتزلہ کے رد کے لیے ہوا ہے، یہ ہے تفسیر روح المعانی۔

تلاوتِ قرآنِ پاک کے آداب

قرآنِ پاک کی تلاوت کے چار فوائد ہوگئے۔ اب قرآنِ پاک کی تلاوت کے تین آداب ہیں:

نمبر ۱) اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت محبت سے کرے، کیوں کہ ربّ العالمین، سارے جہانوں کو پالنے والے کا کلام ہے اور پالنے والے سے محبت ہوتی ہے۔ اماں ابا سے کیوں محبت ہوتی ہے؟ کیوں کہ انہوں نے پالا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہمیں تو ماں باپ نے پالا ہے، نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ نے تو نہیں پالا، تو ماں باپ نے بچوں کو کھا بھی لیا ہے، جب قحط پڑا اور غلہ ختم ہوگیا تو ماں باپ بچوں کا گوشت کھا گئے۔ تو ان کا یہ پالنا اللہ کے پالنے سے ہے۔ جیسے اللہ سورج نکالتا ہے، سورج سے غلہ کو پکاتا ہے، اگر سورج نہ نکلے غلہ نہ ہو تو جتنے دولت مند ہیں کیا نوٹ کھا سکتے ہیں؟ نوٹ کھا کر کیا کوئی زندہ رہے گا؟ لٰہذا اللہ کا کلام محبت سے پڑھو۔

نمبر ۲) عظمت سے پڑھو، کیوں کہ بہت بڑے احکم الحاکمین کا کلام ہے۔

نمبر ۳) اس دھیان سے پڑھو کہ اللہ پاک نے ہمیں اس کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اچھا، یہ جو آج کا بیان ہے، اس کی کیسٹ سب مدارس والوں کو لے لینی چاہیے، کیوں کہ اس موضوع پر اتنا مفصل بیان جتنا یہاں زنجبار میں ہوا ہے، مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اتنے جوش و خروش کے ساتھ اتنا زبردست بیان کہیں اور ہوا ہو، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

گناہ کرنے والا شخص بے وقوف ہوتا ہے کیوں کہ اگر اس میں عقل ہوتی تو سب سے بڑی طاقت اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرتا۔ محض عارضی لذت حاصل کرنے کے لیے بڑی طاقت کو ناراض کرنا عقل مندی کا کام نہیں ہے۔ آج لوگوں کو نیک اعمال کا تو کسی حد تک علم ہے لیکن چند بڑے گناہ چھوڑ کر باقی گناہوں کا کچھ علم نہیں۔ اسی لیے اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جاتی ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر نہ صرف گناہوں کا علم ہوتا ہے بلکہ ان سے بچنے کے طریقے بھی پتا چلتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج'' میں جہاں معاشرے میں بڑھتے ہوئے اس شرم ناک گناہ سے ہونے والے اثرات بد کو بیان کیا ہے وہیں اس کا علاج اور سد باب کے نسخے بھی تجویز فرمائے ہیں۔ حضرت اقدس نے اس فعل بد میں ملوث قوم لوط پر ہونے والے عذاب سے اس فعل کی خباثت واضح فرماتے ہوئے امت کو مختلف مثالوں سے درد بھرے انداز میں اخلاص کے ساتھ اس فعل سے بچنے کے جو طریقے بتائے ہیں وہ حضرت اقدس ہی کا خاصہ ہے۔ حضرت اقدس کے اس فعل کی خباثت کھل کر واضح کرنے کے سبب ہزاروں لوگ اس کے عذاب سے آگاہ ہو کر تائب ہوئے اور پاکیزہ اور باعزت زندگی بسر کرنے لگے ہیں۔

www.khanqah.org

AW108